العُروَہ فی مناسکِ الحجّ والعُمرَہ

فتاویٰ حج و عمرہ

حصّہ ہفتم

مصنّف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دار الإفتاء جمعیة إشاعة أهل السنّة)

مرتّب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ العالی

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

العُروةُ فِی مَناسِكِ الحَجِّ و العُمرَة

فتاویٰ حج و عمرہ

(حصہ ہفتم)

تالیف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب : العُرُوَة فِی مَنَاسِكِ الحَجِّ وَ العُمرَة

''فتاویٰ حج وعمرہ''

تصنیف : حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

سن اشاعت : ذی قعدہ 1433ھ۔ ستمبر 2012ء

سلسلۂ اشاعت نمبر : 221

تعداد اشاعت : 3600

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

فہرست مضامین

پیش لفظ

حج اسلام کا اہم رُکن ہے جس کی ادائیگی صاحبِ استطاعت پر زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے، اس کے بعد جتنی بار بھی حج کرے گا نفل ہوگا اور پھر لوگوں کو دیکھا جائے تو کچھ تو زندگی میں ایک ہی بار حج کرتے ہیں کچھ دو یا تین بار، اقل قلیل ایسے ہوتے ہیں جن کو ہر سال یہ سعادت نصیب ہوتی ہے۔ لٰہذا حج کے مسائل سے عدم واقفیت یا واقفیت کی کمی ایک فطری امر ہے۔ پھر کچھ لوگ تو اِس کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے، دوسروں کی دیکھا دیکھی ایسے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں جو سراسر ناجائز ہوتے ہیں اور کچھ علماء کرام کی طرف رُجوع کرتے ہیں مناسکِ حج وعمرہ کی ترتیب کے حوالے سے ہونے والی نشستوں میں شرکت کرتے ہیں پھر بھی ضرورت پڑنے پر حج میں موجود علماء یا اپنے ملک میں موجود علماء سے رابطہ کر کے مسئلہ معلوم کرتے ہیں۔ اور پھر علماء کرام میں جو مسائل حج وعمرہ کے لئے کُتُبِ فقہ خصوصاً مناسک حج و عمرہ کا مطالعہ رکھتے ہیں وہ تو مسائل کا صحیح جواب دے پاتے ہیں اور جن کا مطالعہ نہیں ہوتا وہ اِس سے عاجز ہوتے ہیں، اور ایسی صورت میں بعض تو اپنے قیاس سے مسائل بتا دیتے ہیں حالانکہ مناسک حج وعمرہ توقیفی ہیں۔ ہمارے ہاں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے زیرِ اہتمام نور مسجد میٹھادر میں پچھلے کئی سالوں سے ہر سال باقاعدہ ترتیب حج کے حوالے سے نشستیں ہوتی ہیں، اِسی لئے لوگ حج وعمرہ کے مسائل میں ہماری طرف کثرت سے رجوع بھی کرتے ہیں، اکثر تو زبانی اور بعض تحریری جواب طلب کرتے ہیں اور کچھ مسائل کہ جن کے لئے ہم نے خود بھی اپنے ادارے میں قائم دار الافتاء کی جانب رُجوع کیا تھا اور کچھ مفتی صاحب نے ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء اور ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء کے سفرِ حج میں مکہ مکرمہ میں تحریر فرمائے۔ پھر ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۸ء اور ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء کے سفرِ حج میں اور کچھ کراچی میں مزید

فتاویٰ تحریر ہوئے، اس طرح ہمارے دار الافتاء سے مناسک حج وعمرہ اور اس سفر میں پیش آنے والے مسائل کے بابت جاری ہونے والے فتاویٰ کو ہم نے علیحدہ کیا اور اُن میں سے جن کی اشاعت کو ضروری جانا اس مجموعے میں شامل کر دیا اور چھ حصے اس سے قبل شائع کئے جو ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء تک کے فتاویٰ تھے بعد کے فتاویٰ کو جب جمع کیا گیا تو ضخامت کی وجہ سے اُن میں سے کچھ فتاویٰ ہم حصہ ہفتم میں شائع کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں، باقی کچھ روک لئے ہیں، انہیں حصہ ہشتم میں اس سال سفرِ حج میں لکھے جانے والے فتاویٰ کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔

اور فتاویٰ حج وعمرہ کے ساتویں حصے کو جمعیت اشاعت اہلسنّت اپنے سلسلۂ اشاعت کے 221 ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کی کاوش کو قبول فرمائے اور اسے عوام وخواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

فقیر محمد عرفان ضیائی

خادم جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نمازِ احرام سنّت مؤکّدہ ہے

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ احرام کی چادریں پہننے کے بعد احرام کی نیّت کرنے سے قبل کو دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے وہ مستحب ہے یا سنّت یا واجب اور یہ نماز سر ڈھک کر پڑھی جائے یا ننگے سر؟

(السائل: سید محمد حسین، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: احرام کی نیت سے تلبیہ کہنے سے قبل جو دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے یہ نماز سنّت مؤکدہ ہے چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

و صلاةُ الإحرامِ سُنّةٌ مُؤكّدةٌ (۱)

یعنی، نماز احرام سنّت مؤکدہ ہے۔

اور یہ نماز حالتِ احرام میں نہیں ہوتی اِس لئے یہ نماز سر ڈھک کر پڑھے اور احرام تو اِس نماز کے بعد احرام کی نیّت سے تلبیہ کہہ لینے سے شروع ہوتا ہے، چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی اور مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

فيُحرِمُ عقِيبَها أي عقيبَ ركعتَي الإحرام حالَ جُلُوسِه قبلَ القِيامِ (۲)

یعنی، پس احرام باندھے اُس کے بعد یعنی نمازِ احرام کی دو رکعت کے بعد بیٹھے ہوئے اُٹھنے سے قبل احرام باندھے۔

اور احرام باندھنا یہ ہے کہ احرام کی نیّت سے تلبیہ کہے اور اِس سے ظاہر ہوا کہ نمازِ

۱۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الخطبة، فصل: فی إحرام الحاج من مكّة المشرّفة، تحت قوله: ثمّ ركعتی الطّواف، ص۳۰۷

۲۔ لُباب المناسك و شرحه المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الخطبة، فصل: فی إحرام الحاجّ من مكّه المشرّفة، ص۲۰۷

احرام حالتِ احرام میں نہیں ادا کی جاتی بلکہ اِس نماز کے بعد احرام کی نیت سے تلبیہ کہی جاتی ہے جسے احرام باندھنا کہتے ہیں، لہٰذا جب یہ نماز حالتِ احرام میں نہیں تو عام حالات کی طرح یہ نماز بھی سر ڈھک کر پڑھے گا، اگر الگ کپڑا یا ٹوپی وغیرہ نہ پائے تو اپنی چادر سے ہی سر کو ڈھک لے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

یوم الأحد، ۲۲ ذوالحجة ۱۴۳۱ھ، ۲۸ نوفمبر ۲۰۱۰ م 700-F

کیا احرام صرف دو چادریں پہن لینے کا نام ہے؟

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ احرام صرف دو چادریں پہن لئے کا نام ہے، اس طرح کہ دو سفید چادریں زیب تن کرلیں تو احرام والے ہوگئے، اِس بات کی شرعی رُو سے کیا حقیقت ہے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالىٰ وتقدس الجواب: احرام تو حج یا عمرہ کی نیّت سے تلبیہ کہہ لینے سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے فتاویٰ میں بھی اِس پر تفصیل سے کلام موجود ہے باقی عوام النّاس کی ایک بڑی تعداد دو سفید چادر پہن لینے کو احرام باندھ لینا کہتے ہیں اور اُتار دینے کو احرام کھولنا کہتے ہیں اور اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ صرف دو چادریں پہن لے تو احرام کی پابندیاں شروع ہوگئیں اور بلا نیّت وتلبیہ کے اُسی حالت میں حج یا عمرہ کرلیا تو ادا ہو گئے ہاں اگر کوئی اس طرح سمجھتا ہے تو وہ صریح غلطی پر ہے۔

مُحقِّق یوسف بن جنید رومی حنفی الملقب باخی چلپی (۳) متوفی ۹۵۰ھ لکھتے ہیں:

۳۔ مُحشّی "ذخیرة العُقبیٰ" مولوی محمد عالم حضر کوٹی حنفی لکھتے ہیں کہ و معنی چلپی فی عُرفهم سیّدی، نصّ علیه شمس الدّین السّخاوی فی کتابه "الضَّوءُ اللّامع فی أعیانِ القَرن التَّاسع" فی ترجمة حسن چلپی (حاشیة ذخیرة العُقبی، خاتمة الکتاب، ص ۵۴۰) یعنی، اُن کے عُرف میں چلپی کا معنی یہ ہے کہ سیدی ہے، شمس الدین سخاوی نے اپنی کتاب "الضَّوء اللامع فی أعیان القرن التّاسع" میں حسن چلپی کے حالات میں اِس کی تصریح کی ہے

و هو عبارة عن مجموع النّيّة بالقلب و التّلبية باللسان، فَضّل بعضُهم ذِكرَ النّيّة باللّسان أيضاً مع ملاحظة القلب إيّاها، فظهَرَ مِن هذا إفسادُ توهّمِ مَن قال: أنّ الإحرام عبارةٌ عن لُبس إزارٍ و رداءٍ على الوجهِ المسنون المشهور حتى وقعَ بينى و بين رُفقَائِنا الجَامعِينَ بين الفضَائِلِ العِلمِيّة و الكمَالَاتِ العَمليّة الزّائرين للحَرَمَين فی المَرّة الثّالثة اختلافاتٌ كثيرةٌ فيه بحيثُ اصرُّوا على أنّ الإحرام عبارةٌ عن اللُّبس المخصوص، فقلتُ لهم: فعلى ما ذكرتُم يلزمُ بطلانُ حجِّ مَن لم يَلبَسِ الثّوبَين المَذكُورَين، فبعضُهم التزَمَ ذالك (٤)

و بعضُهم بُهتَ و تَحيَّرَ ثمَّ أيّدتُ رأيی بقولِ الأكملِ فی أثناءِ بابِ الاعتكافِ كما قُلنا فی الإحرام (٥)

یعنی، احرام دل سے نیّت اور زبان سے تلبیہ کہنے کے مجموعے سے عبارت ہے اور بعض علماء کرام نے زبان کے ساتھ نیّت کرنے کو بھی افضل کہا ہے جب کہ دل کا ملاحظہ اِس نیت کے ساتھ ہو، پس اِس سے اُس وہم کا فساد ظاہر ہوا کہ جس نے یہ کہا کہ احرام اُس مسنون طریقے پر اِزار اور چادر پہن لینے سے عبارت ہے جو لوگوں میں معروف ہے۔

یہاں تک کہ میرے اور میرے بعض ایسے زائرین حرمین طیبین رُفقاء کے مابین جو فضائل علمیہ اور کمالات عملیہ کے صاحب ہیں (حرمین شریفین کے) تیسرے سفر میں کثیر اختلافات واقع ہوئے، اِس طرح کہ انہوں اِس پر اصرار کیا کہ احرام مخصوص پہناوے سے عبارت ہے تو میں نے اُن

٤۔ أی: البطلان بأن قال: نعم يلزم بطلانه (حاشية ذخيرة العُقبی، ص ٤٩٢)

٥۔ ذخيرةُ العُقبیٰ، كتاب الحجّ، تحت قوله: و فرضه الإحرام، ص ٤٩١، ٤٩٢

سے کہا کہ جو تم کہتے ہو اِس بنا پر تو اُس شخص کے حج کا باطل ہونا لازم آتا ہے کہ جس نے مذکورہ دو کپڑے نہ پہنے ہوں تو اُن میں سے بعض نے تو اِس کا التزام کرلیا(۶) اور بعض تو لاجواب ہوئے اور حیرت میں پڑ گئے، پھر میں نے اکمل (الدین بابرتی) کے باب الاعتکاف میں قول سے اپنی رائے کو مؤید کیا جیسا کہ ہم نے احرام میں کہا۔ الخ

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ۲۳ ذوالحجة ۱۴۳۱ھ، ۲۹ نوفمبر ۲۰۱۰ م F-707

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر اور دُعا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ بیتُ اللہ شریف پر پہلی نظر پڑنے کے بارے میں مشہور ہے کہ دعا قبول ہوتی ہے اِس کی کوئی اصل ہے یا نہیں اور اگر اصل ہے تو یہ دُعا کھڑے ہو کر مانگنی چاہیئے یا بیٹھ کر؟

(السائل: حافظ رضوان ولد غلام حسین)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: جب بیت اللہ شریف پر نظر پڑے تو دُعا مانگنے کے بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ

”تُفتح أبوابُ السَّماءِ و تُستجابُ دعوةُ المسلم عندَ رُؤيةِ الكعبة“ (۷)

یعنی، کعبہ کی زیارت کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے

۶۔ یعنی بطلان کا التزام کیا اس طرح کہ انہوں نے کہا ہاں حج کا باطل ہونا لازم آئے گا۔ (حاشية ذخيرة القبیٰ، كتاب الحجّ، تحت قوله: التزم ذلك، ص ۴۹۲)

۷۔ حاشية العلامة ابن حجر على شرح الإيضاح، الباب الثّالث فی دخول مكة زادها الله شرفًا و تعظيماً و ما يتعلق به، الفصل: الأول: فی آداب دخولها، تحت قوله: أن يرفع يديه......، ص ۲۳۴

ہیں اور مسلمان کی دعا قبول کی جاتی ہے۔

اور حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تُفتَحُ أَبوَابُ السَّمَاءِ، وَ يُستَجَابُ الدُّعَاءُ فِي أَربَعَةِ مَوَاطِن: عِندَ التِقَاءِ الصُّفُوفِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَ عِندَ نُزُولِ الغَيثِ، و عِندَ إِقَامَةِ الصَّلاَةِ، وَ عِندَ رُؤيَةِ البَيتِ" أخرجه الطبراني في "الكبير" (۸) و البيهقي في "السُّنَن" (۹) و "معرفة السُّنَنِ و الآثار" (۱۰)

یعنی، چار جگہوں پر آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دُعا قبول کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں التقاءِ صفوف (یعنی جہاد میں دشمن کی صفوں کے ملنے) کے وقت، نُزولِ بارش کے وقت اقامتِ نماز کے وقت اور بیتُ اللہ شریف کی زیارت کے وقت۔

اور امام ابو منصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

و يسأل اللّٰه تعالىٰ حَوَائجه عَقِيبَ ذٰلك، فإنّها مستجابةٌ: لقوله ﷺ: "تستجابُ دعوةُ المُسلم عندَ رُؤيةِ الكعبةِ" (۱۱)

یعنی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات کا سوال کرے پس یہ دعا قبول کی جاتی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے "کعبہ معظّمہ کی زیارت کے وقت مسلمان کی دُعا قبول کی جاتی ہے"۔

اور یہ دُعا کھڑے ہو کر مانگنا چاہئے، چنانچہ امام ابن حجر مکی شافعی لکھتے ہیں:

۸۔ المعجم الكبير للطّبراني، ۸/۱۹۹، ۲۰۱

۹۔ السُّنَن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب صلاة الاستسقاء، باب طلب الإجابة عند نزول الغيث، برقم: ٦٤٦٠، ۳/۵۰۲

۱۰۔ معرفة السُّنَن و الآثار، كتاب الاستسقاء، باب طلب الإجابة عند نزول الغيث، برقم: ۲۰۲٤، ۳/۱۰٦

۱۱۔ المسالك في المناسك، فصل بعد فصل: في الدخول في المسجد الحرام، ۱/۳۸۳

و السنّۃُ أن یکونَ دُعاؤُہ و ھو واقفٌ (۱۲)

یعنی، سنت ہے کہ اُس کی دعا اِس حال میں ہو کہ وہ کھڑا ہو۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ، ۱ اغسطس ۲۰۱۲م 802-F

احرامِ متعیّن کے بغیر طواف شروع کرنے والا کا حکم

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ کوئی شخص احرام باندھتے وقت احرام کو معیّن کرنا بھول جائے کہ یہ عمرہ کا احرام ہے یا حج کا اور اُس کے دل میں بھی کوئی نیت نہ ہو کہ یہ عمرہ ہے یا حج، پھر جب وہ طواف شروع کرے تو اُسے یاد آجائے کہ اُس نے کوئی نیت ہی نہیں کی یعنی احرام کو متعیّن نہیں کیا، تو اب کیا کرنا چاہیے؟

(السائل: حافظ رضوان ولد غلام حسین، کراچی)

باسمہ تعالٰی وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اُسے چاہیے کہ نئے عمرہ کی نیّت نہ کرے کیونکہ اُس نے جو احرام باندھا وہ عمرہ کا ہی قرار پایا اور اِس مسئلہ کی صراحت تو نظر میں نہیں مگر ''لُبـاب'' میں ایک مسئلہ مذکور ہے جس سے ہمارے اِس مسئلہ کا جواب مل جاتا ہے وہ یہ ہے کہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

و مَن أَحرمَ لا ینوی شَیئاً معیّناً فشرَعَ فی الطّوافِ، ثُمّ أھلَّ بعُمرۃٍ رَفضَھا لأنّ الأُولیٰ تعیّنتْ عُمرۃً (۱۳)

یعنی، جس نے احرام باندھا اور کسی شی معیّن کی نیّت نہ کی، پس طواف

۱۲۔ حاشیۃ العلامۃ ابن حجر علی شرح الإیضاح، الباب الثّالث: فی دخول مکۃ زادھا اللہ شرفًا و تعظیماً و ما یتعلق بہ، الفصل الأول: فی آداب دخولھا، تحت قولہ: أن یرفع یدیہ......، ص ۲۳۴

۱۳۔ لُباب المناسك، باب الجمع بین النُّسکین المتحدّین، فصل: فی الجمع بین العُمرتَین، ص ۳۲۴

میں شروع ہوا، پھر (دوسرے) عمرہ کی تلبیہ کہی تو اُسے (یعنی دوسرے کو) چھوڑ دے(۱٤) کیونکہ پہلا (احرام) عمرہ متعیّن ہو گیا۔

اِس مسئلہ میں جب اُس نے طواف شروع کرنے کے بعد عمرہ کے لئے تلبیہ کہی تو علامہ رحمت اللہ سندھی علیہ الرحمہ نے لکھا کہ اُسے چھوڑ دے اِس لئے کہ پہلا احرام عمرہ کے لئے متعیّن ہو چکا، اگر وہ عمرہ کے لئے تلبیہ نہ کہتا تو اُس کا احرام عمرہ کے لئے متعیّن ہوتا، لہٰذا صورت مسئولہ میں بھی اُس کا احرام عمرہ کا احرام ہو گا۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ۸ شوال المکرّم ۱٤۳۳ھ، ۲۷ اغسطس ۲۰۱۲م 803-F

نیتِ طواف، تکبیرِ طواف اور استلام الحجر الگ الگ ہیں

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ طواف شروع کرتے وقت نیّت طواف اور طواف کی ابتداء میں تکبیر کہنا اور استلام حجر اسود یہ سب الگ الگ ہیں یا ایک ہی چیز ہے، آپ اِس طریقہ کو اِس طرح بیان کریں کہ ہر ایک چیز واضح ہو

۱٤۔ اِس میں مصنّف نے ذِکر نہیں کیا کہ اُس پر قضا اور دَم لازم آئے گا یا نہیں اور نہ ہی شارح نے اِس پر کلام کیا ہے حالانکہ اُس پر قضاء اور دَم دونوں لازم آئیں گے جیسا کہ مصنّف نے دوسرے مسئلے میں لکھا ہے کہ فلو أحرَمَ بعُمرۃٍ فطاف لها شوطاً أو كلّه أو لم يطُف شيئًا، ثُمّ أحرَمَ بأُخرى قبلَ أن يَسعَى للأُولىٰ رفضَ الثّانيةَ و دمٌ للرّفضِ و قضاءُ المرفوضِ (لُباب المناسك، كتاب الجمع بين النُّسكين المتحدَّين، فصل: في الجمع بين العُمرتَين، ص ٣٢٤)
یعنی، پس اگر عمرہ کا احرام باندھا پھر عمرہ کا طواف ایک چکر کیا یا مکمل کیا یا بالکل نہ کیا پھر دوسرے عمرہ کا احرام پہلے کی سعی سے قبل باندھ لیا تو دوسرے عمرے کو چھوڑ دے اور عمرہ چھوڑنے کا دَم دے اور چھوڑے ہوئے عمرے کی قضاء کرے۔

اِسی طرح "ردّ المحتار" (كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قول التّنوير، من أتى بعمرة إلخ، ٧١٦/٣) میں ہے اور اِس مسئلے میں بھی جب اُس کا دوسرے عمرے کا احرام شمار ہوا تو اُسے اِس دوسرے عمرے کو چھوڑنے کا حکم دیا گیا، اور اُس پر دوسرے عمرہ کو چھوڑنے کی وجہ سے دَم

جائے اور اگر الگ الگ ہیں تو اُن کا الگ الگ ہونا واضح طور پر سمجھ میں آ جائے۔

(السائل: حافظ شاہد بن حاجی احمد، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: طواف میں نیّت ایک الگ عمل ہے اور تکبیر الگ ہے اور استلام الگ ہے اِس کے لئے ہم طواف شروع کرنے کا طریقہ ذِکر کرتے ہیں جس سے ہر ایک علیحدہ عمل ہونا ظاہر ہو جائے گا۔

جب طواف کرنے کا ارادہ ہو تو چلتا ہوا حجرِ اسود کے سامنے آکر اِس طرح کھڑا ہو کہ پورا حجرِ اسود اُس کے دائیں کندھے کی طرف ہو (۱۵) اور طواف کی نیّت کرے (۱۶)، نیّت صرف دل سے کرے یا دل کی نیّت کے ساتھ ساتھ زبان سے الفاظ بھی ادا کرلے اور لفظ کسی بھی زبان میں کہے اور اگر عربی میں کہے تو افضل ہے مثلاً یوں کہے اَللّٰهُمَّ أُرِيدُ الطَّوَافَ فَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ وَ يَسِّرْهُ لِیْ (۱۷)

پھر اُسی حالت میں اپنی داہنی جانب اتنا ہٹے کہ بالکل حجر اسود کے سامنے آ جائے اور بسم اللہ پڑھے، تکبیر کہے، حمد بیان کرے، درود شریف پڑھے اور دُعا کرے (۱۸) یعنی کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ، وَ اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اَللّٰهُمَّ إِيْمَاناً بِكَ، وَ تَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ، وَ وَفَاءً بِعَهْدِكَ، وَ اتِّبَاعاً لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ (۱۹)

۱۵۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب دخول مكة، فصل: فی صفة الشّروع فی الطّواف إلخ، ص ۱٤٤

۱۶۔ اور نیّت فرض ہے۔ (لباب المناسك مع شرحه للقاری، باب دخول مكة، فصل فی صفة الشّروع فی الطّواف إلخ، ص ۱٤٤)

۱۷۔ یعنی، اے اللہ! میں طواف کا ارادہ کرتا ہوں تو اِسے مجھ سے قبول فرمالے اور اِسے میرے لئے آسان کردے۔

۱۸۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب دخول مكة، فصل: فی صفة الشّروع فی الطّواف إلخ، ص ۱٤٤

۱۹۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب دخول مكة، فصل: فی صفة الشّروع فی الطّواف إلخ، ص ۱٤٤

مندرجہ بالاسطور میں ذِکر کردہ تکبیر جب کہے تو کندھوں تک یا کانوں تک ہاتھ اُٹھائے (۲۰) اِس طرح کہ اُس کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں حجرِ اسود جانب ہوں (۲۱)، دُعا سے فراغت کے بعد حجرِ اسود کا استلام کرے اور استلام یہ ہے کہ میسر آئے تو اپنے دونوں ہاتھ حجرِ اسود پر رکھ کر اُن کے درمیان میں اپنا منہ رکھے اور اُسے بلا آواز بوسہ دے (۲۲) اور اگر یہ میسر آجائے تو مستحب ہے کہ تین بار کرے (۲۳) یعنی، ایک بار منہ رکھ کر بوسہ دے پھر ہٹا لے پھر منہ رکھ کر بوسہ دے، پھر ہٹا لے پھر منہ رکھ کر بوسہ دے، ہاتھ اور چہرہ اِس طرح رکھے جس طرح سجدہ میں رکھے جاتے ہیں (۲۴) ورنہ میسر آئے تو ہاتھ سے حجر اسود کو چھو کر اُسے بوسہ دے (۲۵) اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کسی چیز سے حجر اسود کو مَس کر کے اُسے بوسہ دے (۲۶) ورنہ یعنی اگر یہ بھی نہ ہو سکے یعنی، بھیڑ یا تکلیف واذیت کی وجہ سے یا طواف کرنے والا مُحرم ہے اور حجرِ اسود پر خوشبو لگی ہوئی ہے اِس وجہ سے اُسے حجرِ اسود کو چھونا یا اُسے کسی چیز سے چُھونا مشکل ہو (۲۷) تو حجرِ

۲۰۔ یعنی، جیسا کہ نماز میں اور یہی اصح ہے (المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب دخول مكة، فصل: فی صفة الشُّروع فی الطّواف إلخ، ص ۱۴۴)

۲۱۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب دخول مكة، فصل: فی صفة الشّروع فی الطّواف إلخ، ص ۱۴۴

۲۲۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب دخول مكة، فصل: فی صفة الشّروع فی الطّواف إلخ، ص ۱۴۴

۲۳۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب دخول مكة، فصل: فی صفة الشّروع فی الطّواف إلخ، ص ۱۴۵

۲۴۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب دخول مكة، فصل: فی صفة الشُّروع فی الطّواف إلخ، ص ۱۴۵

۲۵۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب دخول مكة، فصل: فی صفة الشّروع فی الطّواف إلخ، ص ۱۴۴، ۱۴۵

۲۶۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب دخول مكة، فصل: فی صفة الشّروع فی الطّواف إلخ، ص ۱۴۵

۲۷۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب دخول مكة، فصل: فی صفة الشُّروع

اسود کے سامنے کھڑا ہو کر ہاتھوں کو حجرِ اسود کی طرف بلند کر کے بسم اللہ، تکبیر، تہلیل، درود اور دعا پڑھتے ہوئے اِس طرح اشارہ کرے گویا کہ وہ اپنے ہاتھ حجرِ اسود پر رکھ رہا ہے (۲۹) اور اِشارے کے بعد اُنہیں چُوم لے (۳۰) اور اپنی دائیں طرف کو اِس طرح چلنا شروع کرے کہ اُس کا بایاں کندھا بیت اللہ شریف کی طرف اور دایاں کندھا باہر کی جانب ہو اور اِسی طرح سات چکر پورے کرے۔ (۳۱)

یاد رہے کہ جب بھی حجرِ اسود سے گزرے تو اُس کا اُسی طرح استلام کرے جس طرح اُوپر ذِکر کیا گیا ہے اور جب ختم کرے تو بھی استلام کرے (۳۲) اور ابتداء میں اور آخر میں اور ہر بار گزرتے وقت استلام مسنون ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ "طَافَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی بِعَیْرٍ کُلَّمَا أَتَی الرُّکْنَ أَشَارَ إِلَیْهِ (۳۳) یعنی، نبی کریم ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف فرمایا جب جب رُکن اسود پر تشریف لاتے اُسی کی طرف اشارہ فرماتے (۳۴) (یعنی استلام فرماتے)

اَب مندرجہ بالا سطور میں ذِکر کردہ ابتداءِ طواف کے طریقے سے صاف ظاہر ہے کہ نیّت الگ ہے اور نیّت کے بعد رفعِ یدین کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے طواف میں داخل ہونا الگ

۲۹۔ اِس سے معلوم ہوا کہ وہ اس صورت میں اپنے ہاتھ حجر اسود کی اونچائی کی مقدار بلند کرے گا کیونکہ یہ حجر اسود کے ہاتھ سے چُھونے کے قائم مقام ہے۔

۳۰۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب دخول مکة، فصل: فی صفة الشّروع فی الطّواف إلخ، ص ١٤٥

۳۱۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب دخول مکة، فصل: فی صفة الشّروع فی الطّواف إلخ، ص ١٤٧

۳۲۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب دخول مکة، فصل: فی صفة الشّروع فی الطّواف إلخ، ص ١٤٦

۳۳۔ إرشاد السّاری إلی مناسك الملا علی القاری، باب دخول مکة، فصل: فی صفة الشّروع فی الطّواف إلخ، ص ١٤٦

۳۴۔ صحیح البخاری، کتاب المناسك، باب من أشار إلی الرّکن إذا أتی علیه، برقم: ١٦١٣، ١/٣٩٨

عمل ہے اور اُس کے بعد استلام الگ ہے۔

اور پھر طواف شروع کرنے کے لئے تکبیر کہتے ہوئے رفعِ یدین اور استلام میں بوسہ، لمس وغیرہا پر قُدرت نہ پانے کی صورت میں اشارہ کرتے ہوئے ہاتھ اُٹھانے میں فرق ہے وہاں ہاتھ اُٹھانا تکبیر کے لئے تھا اور یہاں اِشارہ کرنے کے لئے، وہاں نماز کی طرح مرد کانوں تک اور عورت کندھوں تک ہاتھ اٹھائے گی اور استلام میں اشارہ کے لئے حجرِ اسود کی اُونچائی کے برابر ہاتھ اُٹھاتے ہیں جس میں مرد وعورت دونوں کا حکم یکساں ہے کیونکہ یہ ہاتھ اُٹھانا اشارے کے لئے ہے جو چھُونے کے قائم مقام ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم السّبت، ۲۱ ذوالحجة ۱۴۳۱ھ، ۲۷ نوفمبر ۲۰۱۰م 699-F

دہنی جانب سے ابتداء طواف کی حکمت

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ بیتُ اللہ شریف کا طواف دہنی جانب سے شروع کرنے کا حکم ہے اس میں کیا حکمت ہے؟

(السائل: محمد دانش، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: طواف میں حکم یہ ہے کہ طواف کرنے والا بیتُ اللہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو تو جس طرف اُس کا دایاں ہاتھ پڑتا ہے اُس طرف کو چلے یا یوں سمجھئے کہ اِس طرح چلے کہ اُس کا بایاں کندھا بیتُ اللہ شریف کی طرف ہو اور دایاں کندھا بالائی جانب۔

اور اِس طرح چلنے میں کیا حکمت ہے؟ اس کے بارے میں علامہ زین الدّین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ (۳۵) لکھتے ہیں، اُن سے قاضی حسین بن محمد سعید مکی حنفی متوفی ۱۳۶۶ھ (۳۶) نقل کرتے ہیں:

۳۵۔ البحر الرّائق، باب الإحرام، تحت قوله: وطف مضطبعاً وراء الحطیم إلخ، ۲/۵۷٤

۳۶۔ إرشاد السّاری إلی مناسك المُلّا علی القاری، باب دخول مكة، فصل: فی صفة الشّروع فی الطّواف ... [illegible] ۱٤۷

و الحكمةُ فيه: أنَّ الطّائِفَ بالبيتِ مُؤتمٌّ به، و الوجدُ مع الإمامُ يكونُ الإمامُ عن يَسارِهِ، و قيلَ: لأنَّ القَلبَ في الجانبِ الأيسرِ، و قيلَ: ليكونَ البابُ في أوّلِ طوافه لقوله تعالى: ﴿وَأْتُوا البُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾ (۳۷)

یعنی، طواف میں بیت اللہ شریف کو اپنی بائیں جانب کرنے میں حکمت یہ ہے کہ بیت اللہ شریف کا طواف کرنے والا، اُس کی اقتداء کرنے والا ہے، ایک مقتدی امام کے ساتھ ہو تو امام مقتدی کی بائیں جانب ہوتا ہے، اور کہا گیا (بیت اللہ شریف کو اپنی بائیں جانب کرنے میں حکمت یہ ہے) کہ دل بائیں جانب ہے، اور کہا گیا (بیتُ اللہ شریف کو اپنی بائیں جانب کرنے میں حکمت یہ ہے) کہ ہو جائے (بیتُ اللہ شریف کا) دروازہ اُس کے طواف کی ابتداء میں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأْتُوا البُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾ (۳۸)

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ۲۰ ذوالحجة ۱۴۳۱ھ، ۲۶ نوفمبر ۲۰۱۰م 698-F

سفید رطوبت آنے کی صورت میں طواف کا حکم

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ عورت کو سفید پانی آیا جو رطوبت کی صورت میں تھا جس میں ذرا برابر سرخی وغیرہ نہ تھی اور اُس نے اِسی حال میں نماز پڑھی اور طواف کر لیا تو اِس صورت میں اُس کی نماز اور اُس کے طواف کا شرعاً کیا حکم ہوگا؟

(السائل: دانش، الفتانی حج گروپ، مکہ مکرمہ)

۳۷۔ البقرة: ۲/۱۸۹

۳۸۔ البقرة: ۲/۱۸۹، ترجمہ: اور گھر والوں میں دروازوں سے آؤ۔

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اُس کی نماز اور طواف دونوں درست ہو گئے جب کہ اُس رطوبت کے ساتھ مذی ملی ہوئی نہ ہو اور اُس پر کچھ لازم نہ آیا کیونکہ ''عورت کے آگے سے جو خالص رطوبت بے آمیزش خون نکلتی ہے ناقص وضو نہیں، اگر کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا پاک ہے۔(۳۹)

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

رطوبةُ الفَرجِ طَاهرةٌ (۴۰)

یعنی، شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔

علامہ ابوجعفر احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۳۲۱ھ ''درمختار'' کی عبارت ''رُطوبة الفَرجِ طاهرةٌ'' کے تحت لکھتے ہیں:

كسَائر رطوباتِ البدنِ غيرُ النَّاقضةِ كَالدّمع و المُخاطِ، و البزاقِ، و العرقِ، و وسخِ الأذن (۴۱)

یعنی، شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے تمام رطوباتِ بدن کی طرح غیر ناقضہ ہے جیسے آنسو، ناک کا پانی، تھوک، پسینہ، اور کان کی میل۔

علامہ حصکفی دوسری جگہ لکھتے ہیں:

أن رُطوبَة الفرجِ طاهرةٌ عنده (۴۲)

یعنی، بے شک امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔

اِسی طرح علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ ''فتاویٰ تاتارخانیہ''

۳۹۔ بہارِ شریعت، وضو کا بیان، وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان، ۲/۲۶، مکتبة المدینه، کراتشی

۴۰۔ الدّر المختار، کتاب الطّهارة، باب الأنجاس، فصل: الاستنجاء، تحت قول التّنویر: أو یغتسل فیه، ص ۵۰

۴۱۔ حاشية الطّحطاوی علی الدّر المختار، کتاب الطّهارة، باب الأنجاس، فصل: الإستنجاء، فروع، تحت قول التّنویر: أو تغتسل فیه، ۱/۱۶۸

۴۲۔ الدّر المختار، کتاب الطّهارة، باب الأنجاس، تحت قوله: وطء بهیمة إلخ، ص ۲۸

(٤٣) سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فلا یتنجّسُ بها الثّوبُ، و لا الماءُ إذا وقعتْ فیه (نقلاً عن "الملتقط" (٤٤) کما فی "التّاتر خانیّة") لکنْ یکرہُ التوضی به للاختلاف (نقلاً عن "الحجة" کما فی "التّاتر خانیّة") ......

قلتُ: و هذا إذا لمْ یکُن معه دمٌ، و لم یُخالِط رَطوبةَ الفرجِ مَذیٌّ أو مَنیٌّ مِنَ الرَّجُلِ أو المَرأة (٤٥)

یعنی، پس اُس سے کپڑا ناپاک نہ ہوگا اور نہ پانی جب اُس میں گر جائے، لیکن اُس میں اختلاف کی وجہ سے اُس پانی سے وضو کرنا مکروہ ہے، ......میں کہتا ہوں یہ حکم اُس وقت ہے جب اُس کے ساتھ خون نہ ہو اور شرمگاہ کی رطوبت کے ساتھ مرد یا عورت کی مذی یا منی نہ ملی ہو۔

اور دوسرے مقام پر علامہ طحطاوی (٤٦) اور علامہ شامی (٤٧) حلبی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

و أمّا رطوبةُ الفرجِ الخارجِ طاهرةٌ اتفاقاً

یعنی، مگر خارجی شرمگاہ کی رطوبت تو وہ بالاتفاق پاک ہے۔

٤٣۔ الفتاوی التّاتارخانیة، کتاب الطّهارة، الفصل السّابع: فی معرفة النّجاسات و أحکامها، ٢٢٦/١، (٣٠٠/١) بتصرّفٍ

٤٤۔ کتاب الطّهارات، ص٨

٤٥۔ ردّ المحتار علی الدّر المختار، کتاب الطّهارة، باب الأنجاس، فصل: الاستنجاء، مطلب: فی الفرق بین الاستِبراء و الاستِنقَاء إلخ، تحت قوله: رُطوبةُ الفَرجِ، طاهرةٌ، ٦٢١/١

٤٦۔ حاشیة الطحطاوی علی الدّر المختار، کتاب الطّهارة، باب الأنجاس، تحت قول التّنویر: إن طَهُرَ رأس حشفةٍ، و تحت قول الدّر: برطوبة الفرج، ١٥٨/١

٤٧۔ ردّ المحتار علی الدّرّ المختار، کتاب الطّهارة، باب الأنجاس، تحت قول التّنویر: إن طهُرَ رأس حشفةٍ و تحت قول الدّر، برطوبة الفرج، ٥٦٦/١ و قال: و فی "منهاج الإمام النّووی" رُطوبة الفرج لیست بنجسة فی الأصحّ

اور امام اہلسنّت امام احمد رضا حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

و بہ یَظهَرُ حکمُ ما إذا خرجتْ مِن فَرجِ المرأةِ الخارج، أو إلیه رطوبةُ فرجِهَا الدَّاخلِ، فإنّها طاهرةٌ عند الإمام رضی الله عنه فلا ینقضُ وضوئها و إن سالت (٤٨)

یعنی، اِس سے عورت کی ظاہر شرمگاہ سے نکلنے والی رطوبت (کے پاک ہونے) کا حکم ظاہر ہوا اور اسی طرف ہے اندرونی شرمگاہ کی رطوبت کا حکم، بے شک وہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک پاک ہے، پس اُس سے وضو نہیں ٹوٹے گا اگرچہ بہہ جائے۔

اور اگر سفید رطوبت کے ساتھ مذی بھی تھی تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اِس طرح نماز اور طواف دونوں بے وضو قرار پائیں گے اور نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی اور طواف کا اِعادہ کرنا ہوگا۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ١٨ ذوالحجة ١٤٣١ھ، ٢٤ نوفمبر ٢٠١٠م 694-F

فاسد تاویل سے ممنوعاتِ اِحرام کے مُرتکب میں مذاہب

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ آپ کے فتاویٰ میں مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص عمرہ حلق یا تقصیر کے بغیر احرام کھول دے اور ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب شروع کر دے اور اُس کا گُمان یہ ہو کہ وہ احرام سے باہر ہو گیا ہے تو اُس پر حلق یا تقصیر اور جملہ ممنوعات کے ارتکاب پر صرف ایک دَم لازم ہوگا اور اگر وہ جانتا ہے کہ اِس طرح وہ احرام سے نہ نکلے گا یا اُسے اِس مسئلہ میں شک ہو تو جتنے جُرم اتنی ہی جزائیں لازم ہوں گی، اور اِس میں آپ نے مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کی کتاب "حیاتُ القُلوب فی زیارتِ المحبوب" کا حوالہ پیش فرمایا ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ اِسے مخدوم علیہ الرحمہ کے علاوہ کسی اور

٤٨۔ جدّ المُمتار علی رد المحتار، کتاب الطّہارة، مطلب: نواقض الوضوء، ١/١٨٩

نے بھی ذِکر کیا ہے یا نہیں؟

(السائل: حافظ محمد بلال قادری، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: مخدوم محمد ہاشم بن عبد الغفور ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ نے اِس باب میں جو لکھا ہے وہ یہ ہے کہ:

پس چنیں خارج نگردد بہ نیتِ رفض واحلال وواجب آید بر این شخص دم واحد برائے جمیع آنچہ ارتکاب کرد ہر چند کہ ارتکاب کرد جمیع محظورات را متعدّد نشود بروے جزاء، بہ تعدّد جنایات چون نیّت کردہ است رفضِ احرام را زیرانکہ اُو ارتکاب نمودہ است محظورات را بتاویل اگرچہ فاسد است، معتبر باشد در رفعِ ضمانات دنیویہ، پس گویا کہ موجود شد ند این ہمہ محظورات از جہۃ واحدہ بسببِ واحد، پس متعدد نگردد جزاء بروے این مذہب ماست، ونزد امام شافعی لازم آید بروے برائے ہر محظورے جزاء علیحدہ (۴۹)

یعنی، اور اِس طرح احرام توڑنے اور حلال ہونے کی نیت سے بھی احرام سے خارج نہ ہوگا اور اُس شخص پر تمام ممنوعات کے ارتکاب کا ایک ہی دم واجب ہوگا چاہے تمام ممنوعات کا مُرتکب ہوا ہو اور جب اُس نے احرام توڑنے کی نیت کرلی تو متعدّد جنایات پر متعدّد جزائیں اِس لئے واجب نہ ہوں گی کہ اُن ممنوعات کا ارتکاب اُس نے تاویل سے کیا ہے، اور وہ تاویل گو کہ فاسد ہے مگر وہ دنیوی ضمانتوں کے اٹھ جانے کے بارے میں معتبر ہوگی، پس گویا کہ یہ تمام ممنوعات ایک ہی جہت سے ایک ہی سبب کے باعث واقع ہوئے اِس لئے جزائیں بھی اُس پر متعدّد واجب نہ ہوں گی یہ ہمارا مذہب ہے، مگر امام شافعی کے

۴۹۔ حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب اول در بیان احرام، فصل دہم در بیان کیفیت خروج از احرام، تنبیہ حسن، ص ۱۰۳ (ص ۶۱، ۶۲، مطبع فتح الکریم بمبئی)

نزدیک ہر ممنوع پر جزاء علیحدہ ہوگی۔

یہ مسئلہ صرف مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی علیہ الرحمہ نے ہی ذِکر نہیں کیا بلکہ اِسے متعدد فقہاء کرام نے ذِکر کیا ہے چنانچہ امام سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

و كـذلك بنيةِ الرّفضِ و ارتكابِ المحظورات فهو محرمٌ على حاله إلّا أنّ عليه بجميع ما صنَعَ دمٌ واحدٌ، لما بيّنا أنّ ارتكابَ المحظورات استندَ إلى قصدٍ واحدٍ و هو تعجيلُ الإحلالِ، فيكفيه دمٌ واحدٌ (٥٠)

اور علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ نے "اللباب" (٥١) میں اور اُن کے حوالے سے علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ نے "رَدُّ المحتار" (٥٢)، اور "منحة الخالق" (٥٣) میں ذِکر کیا ہے چنانچہ "اللباب" کی عبارت یہ ہے:

اعلم أنّه إذا نوَى رَفضَ الإحرام فجعَلَ يَصْنَعُ ما يَصنعُه الحلالُ مِن لُبسِ الثّيابِ و التّطيُّبِ و الحَلقِ و الجِماعِ و قَتلِ الصَّيدِ، فإنّه لا يخرُجُ بذلك مِن الإحرام، و عليه أنْ يعودَ كما كان مُحرِماً، و يَجبُ دمٌ واحدٌ لجميعِ ما ارتكَبَ، و لو كلَّ المحظورات، و إنّما يتعدّدُ الجزاءُ بتعدُّدِ الجنايات إذا لم يَنوِ الرّفضَ، ثُمَّ نيّهُ الرّفضِ إنّما تُعتبرُ مِمّن زعَمَ أنّه يخرُجُ منه بهذا القصدِ لجهلِهِ مسألةَ عدمِ الخُروجِ

٥٠۔ المبسوط للسّرخسی، کتاب المناسك، باب الجماع، ٢/٤/١٠٠

٥١۔ لُباب المناسك، باب الجنايات، فصل: فی إرتكاب المحرم المحظور، ص ٤٥٠

٥٢۔ رَدُّ المُحتار على الدّر المختار، کتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قول التّنوير: حتى يطوف، تحت قول الدّر: إلّا يقصد الرّفض، ٣/٦٦٥

٥٣۔ منحة الخالق على البحر الرّائق، باب الجنايات، فصل: و لا شئ إذا نظر إلخ، تحت [illegible] ٣/٢٧

نے اکثر طوافِ زیارت ترک کر دیا اور جہالت کی بنا پر سمجھ لیا کہ اب مجھ پر کوئی پابندی باقی نہیں اور اپنی بیوی سے متعدد بار جماع کرلے تو وہ عورتوں کے حق میں مُحرِم ہی رہے اور اُس پر ایک جزاء لازم آئے گی چنانچہ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

و كذا إذا رجعَ إلى أهلِه و قد تركَ منه أربعةَ أشواطٍ يعودُ بذلك الإحرام، و هو مُحرمٌ أبداً في حقِ النّساءِ كُلّما جامَعَ لَزِمَه دمٌ إذا تعدّدتِ المجالسُ إلّا أن يقصدَ رفضَ الإحرام بالجِماع الثّاني (٦١)

یعنی، اِسی طرح جب اپنے اہل کو لوٹا اور اُس نے طوافِ (زیارت) کے چار چکر چھوڑے تھے تو اُسی احرام کے ساتھ لوٹے گا اور وہ عورتوں کے حق میں ہمیشہ مُحرم ہے جب جب جماع کرے گا اُسے دَم لازم ہوگا جب کہ مجالس متعدّد ہوں مگر یہ کہ اُس نے جماع ثانی سے احرام توڑنے کی نیّت کی ہو۔

اور امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ امام سرخسی کی "مبسوط" (٦٢) میں مذکورہ عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فكذا لو تعدّدَ جماع بعد الأول لقصد الرَّفضِ فيه دمٌ واحدٌ (٦٣)

یعنی، پس اِسی طرح اگر پہلے جماع کے بعد جماع متعدّد بار ہو تو اُس میں احرام کو چھوڑنے کے قصد کی وجہ سے ایک دَم ہوگا۔

اور علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں:

لـمّا كانتِ المحظوراتُ مُستندةً إلى قصدٍ واحدٍ و هو تعجيلُ

٦١۔ فتح القدير، كتاب الحجّ، باب الجنايات، فصل: و من طاف طواف القدوم إلخ، تحت قوله: و لم يطف طواف الزّيارة أصلاً، ٢/٤٦٣

٦٢۔ "مسبوط سرخسی" کی عبارت فتوی کی ابتداء میں گزر چکی۔

٦٣۔ فتح القدير، كتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قوله: فسد حجّه و عليه شاة، ٢/٤٥٤

الإحلال كانت متّحدةً فكفاهُ دمٌ واحدٌ، و لهذا نصَّ فی "ظاهر الرّواية": أنّ المحرمَ إذا جامَعَ النِّساءَ و رفضَ إحرامَه و أقامَ يَصنَعُ ما يَصنعهُ الحَلالُ من الجماعِ و الطِّيبِ و قتلِ الصَّيدِ عليه أن يعُودَ كما كان حَرامًا و يلزمهُ دمٌ واحدٌ كما ذَكرهُ فی "المبسوط" (٦٤)

یعنی، جب محظورات ایک قصد کی طرف مستندہ ہیں اور وہ (قصد) اِحلال میں جلدی کرنا ہے تو وہ (محظورات) متحدہ ہیں لہٰذا اُسے ایک دَم کافی ہے اور اِسی وجہ سے ''ظاہر الروایہ'' میں تصریح فرمائی ہے کہ مُحرِم نے جب عورتوں سے جماع کرلیا اور اپنا اِحرام چھوڑ دیا اور وہ کام کرنے لگا جو بغیر احرام والا کرتا ہے جیسے جماع کرنا (یعنی ہمبستری کرنا) خوشبو لگانا اور شکار کرنا تو اُس پر لازم ہے کہ لوٹ آئے جیسا کہ احرام تھا اور اُسے ایک دَم لازم ہے جیسا کہ اِسے "مبسوط" (٦٥) میں ذِکر کیا ہے۔

اور علامہ علاؤالدین حصکفی متوفی ١٠٨٨ھ "فتح القدیر" (٦٦) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

فكلَّما جامَعَ لزِمه دمٌ إذا تعدّد المجلسُ، إلّا أن يقصُدَ الرّفضَ (٦٧)

یعنی، پس جب جب جماع کرے گا اُسے دَم لازم ہوگا جب کہ مجلس متعدّد ہو مگر یہ کہ اُس نے احرام توڑنے کا قصد کرلیا ہو۔ (٦٨)

اِس کے تحت علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ١٠٨٨ھ لکھتے ہیں:

٦٤۔ البحر الرّائق شرح كنز الدّقائق، كتاب الحجّ، باب الجنايات، فصل: و لا شئ إن نظر إلخ، تحت قوله: أو أفسد حجّه بجماع إلخ، ٤/٢٧

٦٥۔ "مسبوط سرخسی" کی عبارت فتوی کی ابتداء میں گزر چکی۔

٦٦۔ فتح القدير، كتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قوله: فسد حجّه إلخ، ٢/٤٥٤

٦٧۔ الدُّرُّ المختار، كتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قوله: حتى يطوف، ص ١٦٧

٦٨۔ یعنی، جب اُس نے ہمبستری سے احرام چھوڑنے کا قصد کرلیا تو جب جب ہمبستری کرے گا اُسے

أی: فلا یلزمُه شیٌٔ و إن تعدَّدَ المجلسُ، مع أنّ نیةَ الرَّفضِ باطلةٌ، لأنّه لا یخرجُ عَنهُ إلّا بالأعمَالِ، لکن لمّا کانتِ المَحظوراتُ مُستَنِدَةً إلی قصدٍ واحدٍ و هو تعجیلُ الإحلالِ کانت مُتّحدةً فکفاهُ دمٌ واحدٌ۔ "بحر" (٦٩)

یعنی، پس اُسے دوسرے جماع سے کچھ لازم نہ ہوگا اگرچہ مجلس متعدّد ہو باوجودیکہ احرام توڑنے کی نیّت باطل ہے کیونکہ وہ احرام سے نہ نکلے گا مگر اعمال (کی ادائیگی) سے، لیکن جب ممنوعات ایک قصد کی طرف مستند ہیں اور وہ (قصد) احرام سے فارغ ہونے کی جلدی ہے تو (جنایات) متحدہ ہوگئیں پس اُسے ایک دَم کافی ہے۔ "بحر الرائق" (٧٠)

اور دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

أنّه و إن أخطأ فی تأویلِه یرتفعُ عنه الضّمان (٧١)

اور مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

و عندنا أنّه أسنَد ارتکابَ المحظوراتِ إلی قصدٍ واحدٍ، و هو تعجیلُ الإحلالِ، فیَکفیه لذلك دمٌ واحدٌ، و سواء نَوَی الرَّفضَ قبلَ الوقوفِ أو بعدَه، إلّا أنّ إحرامَه یَفسُدُ بالجِماعِ قبلَ الوُقوفِ، و مع هذا یَجبُ علیه أن یُعودَ کما کان حراماً، لأنّه بالإفسادِ لم یَصِرْ خَارجاً منه قبلَ الأعمَال، و فکذا بنیّةِ الرَّفضِ و الإحلالِ و اللّه أعلم بالأحوال (٧٢)

٦٩۔ رَدُّ المحتار علی الدُّرِّ المُختَار، باب الجنایات، تحت قوله: إلّا أن یقصدَ الرّفضَ، ٣/٦٦٥

٧٠۔ البحر الرّائق، کتاب الحجّ، باب الجنایات، تحت قوله: أو أفسد حجّه بجماع إلخ، ٣/٢٧

٧١۔ منحة الخالق علی البحر الرّائق، کتاب الحجّ، باب الجنایات، تحت قول الکنز: أو أفسد حجّه بجماع إلخ و تحت قول البحر: لکن لمّا کانت إلخ، ٣/٢٧

٧٢۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات، فصل: فی ارتکاب المُحرم

یعنی، ہمارے نزدیک اُس نے ارتکابِ ممنوعات کو ایک قصد کی طرف منسوب کیا اور وہ قصد جلد احرام سے نکلنا ہے پس اُسے اُس کے لئے ایک دَم کافی ہوگا، چاہے احرام توڑنے کی نیّت وُقوفِ عرفات سے قبل کی ہو یا وُقوف کے بعد، مگر (دونوں میں فرق یہ ہے کہ) وُقوف سے قبل جماع سے احرام فاسد ہو جائے گا، اِس کے باوجود (کہ اُس کا احرام فاسد ہو گیا) اُس پر واجب ہوگا کہ لوٹ آئے جیسا کہ احرام میں تھا کیونکہ (حج کو) فاسد کرنے سے (حج کے بقیہ) اعمال (کی ادائیگی) سے قبل وہ احرام سے خارج نہ ہوا، اِس طرح احرام توڑنے اور اُس سے باہر نکلنے کی نیّت سے (وہ احرام سے باہر نہ ہوگا) اور اللہ تعالیٰ احوال کو بہتر جاننے والا ہے۔

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے لکھا ہے کہ ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب اُس نے تاویل سے کیا ہے اور اُس کی تاویل گو کہ فاسد ہے دینی ضمانتوں سے اُٹھ جانے میں معتبر ہے (۷۳)، اِس بارے میں علامہ ابو منصور محمد بن مکرم کرمانی (۷۴) اور اُن کے حوالے سے مُلّا علی قاری حنفی (۷۵) نقل کرتے ہیں:

لنا: أنّ التّأويلَ الفاسدَ مُعتبرٌ فی دَفعِ الضّمانات الدُّنياويّة، کالباغی إذا أتلفَ مالَ العادلِ و أراقَ دمَه لا يضمَنُ لِما ذکرنا، و إذا ثبَتَ هذا فصار کأنّه وُجِدَ مِن جهةٍ واحدةٍ بسببٍ واحدٍ فلا يتعدَّدُ به فصارَ کالوَطءِ الواحد۔ و اللّفظ للکرمانی

۷۳۔ جیسا کہ اِسی فتوی کے شروع میں مذکور ہے۔

۷۴۔ المسالك فی المناسك، فصل بعد فصلٍ: فی معرفة ما يجبُ بقتل الصّيد و ما يجبُ الجزاء، ۸۲۱/۲

۷۵۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنايات، فصل فی ارتکاب المحرم المحظور، تحت قوله: أمّا مَن عَلِمَ إلخ، ص ۴۵۰، ۴۵۱

یعنی، ہماری دلیل یہ ہے کہ تاویلِ فاسد دنیوی ضمانات کے دفع کرنے میں معتبر ہے جیسے باغی جب عادل کا مال تلف کردے اور اُس کا خون بہا دے تو ضامن نہ ہوگا اِس واسطے جو ہم نے ذِکر کیا، پس جب یہ ثابت ہو گیا، تو ہوگیا گویا کہ وہ ایک جہت سے ایک سبب کے باعث پایا گیا لہٰذا اِس سے (جزاء) متعدّد نہ ہوگی پس وہ ایک ہمبستری کی مثل ہوگیا۔

اور علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

و التّأویلُ الفاسدُ معتبرٌ فی رَفعِ الضَّمانِ کالبَاغی إذا أتلفَ مالَ العَادلِ فإنه لا یَضمَنُ لأنّه أتلفَ عن تأویلٍ کذا فی "الکافی" (۷۶)

یعنی، فاسد تاویل رفعِ ضمان میں معتبر ہے جیسے باغی جب عادل کا مال تلف کردے تو وہ ضامن نہ ہوگا کیونکہ اُس نے تاویل سے تلف کیا ہے جیسا کہ "کافی" میں ہے۔

لہٰذا یہ مسئلہ صرف مخدوم علیہ الرحمہ نے ہی بیان نہیں کیا بلکہ دوسرے فقہاء کرام نے بھی ذِکر کیا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں ہے، اور اِس مسئلہ میں قیاس کا تقاضا تو یہی ہے کہ ہر جنایت پر علیحدہ دَم لازم آئے ہمارے نزدیک ایک دَم کا حکم استحساناً ہے چنانچہ ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

أی: استحسَاناً عندنا (۷۷)

یعنی، یہ حکم ہمارے نزدیک استحساناً ہے۔

اور اِس مسئلہ میں امام مالک کا مذہب احناف کے مذہب کے موافق ہے البتہ شکار کے معاملے میں امام مالک کا مذہب احناف کے مذہب سے الگ ہے چنانچہ مُلّا علی قاری لکھتے ہیں:

۷۶۔ غُنیة ذَوِی الأحکام فی بُغیة دُرر الحُکّام، کتاب الحجّ، باب الجنایات، تحت قول الغُرَر: و وَطوُہُ و لو نَاسیاً، ۱/۱/۲۴۶

۷۷۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات، فصل: فی إرتکاب المحرم المحظورات، تحت قوله: أمّا مَن عَلِمَ إلخ، ص ۴۵۰

و بِهِ قال مالكٌ إلّاَ فی الصّیدِ فإنّه لا یتداخلُ عنه (۷۸)

یعنی، یہی امام مالک نے فرمایا مگر شکار میں، پس (متعدّد شکار کی صورت میں جنایتیں) متداخل نہ ہوں گی۔

اور اِس مسئلہ میں امام شافعی اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ جتنی جنایتیں اُتنے ہی کفّارے لازم ہوں گے چنانچہ امام کرمانی لکھتے ہیں:

و قال الشّافعی رحمه الله: لا یُعتبرُ تأویلُه، و یَلزمُهُ لکلّ مَحظورٍ و کلّ صیدٍ کفّارةٌ علی حدة، لأنّ الإحرامَ لا یرتفعُ بالتّأویلِ الفَاسدِ، فوُجودُه و عدمُهُ بمنزلةٍ واحدةٍ، فتعدّد الجنایات فی الإحرام (۷۹)

یعنی، امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا، اُس کی (اِس) تاویل (کہ وہ ممنوعات کے ارتکاب سے احرام سے نکل گیا ہے) کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، اور ہر ممنوع کے ارتکاب اور ہر شکار کے لئے اُسے علیحدہ کفّارہ لازم ہوگا، (۹۰) کیونکہ فاسد تاویل سے احرام نہیں اُٹھے گا، پس اِس کا (یعنی تاویل کا) وُجود اور عدم ایک ہی مرتبے میں ہے پس احرام میں جنایات متعدّد ہوں گی۔

اور مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

۷۸۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات، فصل: فی ارتکاب المحرم المحظور، ص ۴۵۰

۷۹۔ المسالك فی المناسك، فصلٌ بعد فصلٍ: فی معرفة ما یجبُ بقتل الصّید و ما یجب من الجزاء، ۸۲۱/۲

۹۰۔ امام عزالدّین ابن جماعة متوفی ۷۶۷ھ امام شافعی کا صحیح مذہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں و إن اختلفَ النّوعُ بأن لَبِسَ و تطیّبَ تعدّدتِ الفدیة علی الأصحّ (هدایة السّالك، الباب الثامن: فی محرمات الإحرام إلخ، فصل: المحظورات المتقدمة، ۶۹۶/۲) یعنی، اور اگر نوع مختلف ہو اس طرح کہ سِلا ہوا لباس پہنا، خوشبو لگائی تو اصح قول کے مطابق فدیہ متعدّد ہوگا

و قال الشّافعیُّ و أحمدُ: علیه لکُلّ شیءٍ فعلَهُ دَمٌ (۹۱)

یعنی، امام شافعی اور امام احمد نے فرمایا کہ اُس پر ہر شئے کے لئے جو اُس نے کی دَم ہے۔

اور اگر جو شخص یہ جانتا ہو کہ وہ اِس ارادے سے احرام سے باہر نہ ہوگا تو اُس سے احرام توڑنے قصد معتبر نہ ہوگا اور اُس پر جتنے جُرم کیے اُتنی جزائیں لازم آئیں گی جیسا کہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے "حیات القلوب" (۹۲) میں لکھا ہے اور علامہ رحمت اللہ سندھی (۹۳) اور اُن سے علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی (۹٤) نقل کرتے ہیں کہ:-

أمّا مَن عَلِم أنّه لا یخرُجُ منه بهذا القصدِ فإنّها لا تُعتبرُ منه

یعنی، مگر جو شخص یہ جانتا ہے کہ وہ اِس قصد کے ساتھ احرام سے نہ نکلے گا تو اُسے سے یہ قصد معتبر نہ ہوگا۔

اور اِسی طرح وہ شخص کہ جسے شک ہو کہ میں اِس قصد کے ذریعے احرام سے نکلوں گا یا نہیں تو اُس کا قصد بھی معتبر نہ ہوگا اور اُس پر بھی جتنے جُرم کیے اتنی جزائیں لازم آئیں گی چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

و کذا ینبَغِی أن لا تُعتبرَ منهُ إذا کان شاکاً فی المَسألِةِ أو ناسیاً لها (۹۵)

۹۱۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسّط، باب الجنایات، فصل فی إرتکاب المحرم المحظور، تحت قوله: و مَن علم أنّه إلخ، ص ٤٥٠

۹۲۔ حیاة القلوب فی زیارة المحبوب، باب اول: در بیان احرام، فصل: در بیان کیفیت خروج از احرام، ص ۱۰۳

۹۳۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الجنایات، فصل: فی إرتکاب المحرم المحظور، ص ٤٥٠

۹٤۔ رَدُّ المحتار علی الدُّرِّ المختار، باب الجنایات، تحت قوله: إلّا أن یقصدَ الرَّفضَ، ۳/٦٦٥

۹۵۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات، فصل: فی إرتکاب المحرم المحظور، تحت قوله: و أما مَن عَلِمَ إلخ، ص ٤٥٠

یعنی، اِسی طرح چاہئے کہ اُس سے نیّت کا اعتبار نہ کیا جائے جب وہ مسئلہ میں شک کرنے والا ہو یا اُسے بھولنے والا ہو۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم السّبت، ۷ ذوالحجۃ ۱۴۳۱ھ، ۱۳ نوفمبر ۲۰۱۰ م 685-F

عمرہ میں سعی سے قبل نفلی طواف کا حکم

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے مسجد عائشہ سے عمرہ کا احرام باندھا اور آ کر عمرہ کا طواف کیا، پھر ایک اور نفلی طواف کر لیا، بعد میں عمرہ کی سعی کر کے حلق کروایا، اب اِس صورت میں اُس پر کیا لازم آئے گا جب کہ اُس نے عمرہ مکمل کرنے سے قبل نفلی طواف کر لیا ہے؟

(السائل: حافظ بلال قادری، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں وہ شخص اسائت کا مُرتکب ہوا اور اُس پر کوئی کفّارہ لازم نہیں آئے گا کیونکہ اگر وہ طوافِ عمرہ اور سعی کے درمیان سو جاتا یا کسی اور کام میں مشغول ہو جاتا تو اُس پر دَم لازم نہیں آتا، اِسی طرح طوافِ عمرہ اور سعی کے درمیان وہ جب نفلی طواف میں مشغول ہوا تو اُس پر کوئی کفّارہ لازم نہیں آیا۔

یہ مسئلہ صراحۃً تو کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزرا مگر قارن کے بارے میں مذکور ہے کہ اگر وہ عمرہ کی سعی سے قبل طوافِ تحیۃ کر لے تو اُس پر کوئی کفّارہ لازم نہیں آتا، چنانچہ شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں:

ولو أنّه بین طوافِ العُمرةِ و سَعیِها اشتغلَ بنومٍ أو أکلٍ لم یلزَمهُ دمٌ، فکذا إذا اشتغَلَ بطوافِ التّحیة (۹۶)

یعنی، اگر وہ طوافِ عمرہ اور اُس کی سعی کے مابین سونے یا کھانے میں

۹۶۔ المبسوط للسّرخسی، کتاب المناسك، باب الطّواف، ۲/۴/۳۴

مشغول ہوا تو اُس پر کچھ کفّارہ لازم نہ ہوگا، پس اِسی طرح اگر وہ طوافِ تحیۃ میں مشغول ہوا (تو بھی دَم لازم نہ ہوگا)۔

اِسی طرح اگر اُس نے سعی کے بعد حلق یا تقصیر سے قبل نفلی طواف کیا ہوتا تو بھی اُس پر کوئی کفّارہ لازم نہ آتا، اگرچہ یہ بھی خلافِ سنّت ہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ١٩ ذوالحجة ١٤٣١ھ، ٢٥ نوفمبر ٢٠١٠م 695-F

عمرہ میں پہلے سعی کرنے والے کا حکم

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اِس مسئلہ میں کہ ایک شخص آفاقی عمرہ کو آیا اور اُس نے پہلے سعی کی بعد میں طواف کیا اور حلق کروادیا، اب اِس صورت میں اُس کا عمرہ درست ہوگیا یا نہیں اور اُس پر کیا لازم آئے گا؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: یادرہے کہ عمرہ میں ایک فرض اور دو واجب ہیں چنانچہ شمس الائمہ سرخسی متوفی ۴۰۰ھ (٩٧) اور اُن سے "هنديه" (٩٨) میں مذکور ہے:

أمّا رُكنُها فالطّواف، و أمّا واجباتُها فالسّعیُ بینَ الصّفا و المَروةِ و الحَلقُ أو التّقصِیرُ

یعنی، مگر عمرہ کا رُکن پس طواف ہے اور مگر اُس کے واجبات پس صفا و مروہ کے مابین سعی اور حلق یا تقصیر ہے۔

اور بعض نے نیت کو بھی شمار کرتے ہوئے دو رُکن قرار دیئے ہیں، چنانچہ علامہ رحمت اللّٰہ

٩٧_ المحیط السّرخسی، کتاب الحجّ، ص٢١٦، مخطوط مصوّر

٩٨_ الفتاوی الهندية، كتاب المناسك، الباب السّادس في العمرة، ١/٢٣٧

بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

أمّا فرائضُها فالطّواف و النِّيَّةُ، و واجباتَها السّعی و الحلقُ أو التّقصير (٩٩)

یعنی، مگر عمرہ کے فرائض، پس طواف اور نیّت ہیں اور اُس کے واجبات سعی اور حلق یا تقصیر ہیں۔

اور طواف سعی پر مقدم ہے چنانچہ علامہ ابومنصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

فإنَّ اللّٰه تعالٰى شرَعَ السَّعىَ عقِيبَ الطّوافِ لا قبلَهٗ (١٠٠)

یعنی، پس بے شک اللہ تعالیٰ نے سعی کو طواف کے بعد مشروع کیا ہے نہ کہ اُس سے قبل۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ الآية (١٠١)

ترجمہ: تو جو اِس کے گھر کا حج یا عمرہ کرے اُس پر کچھ گُناہ نہیں کہ اُن دونوں کے پھیرے کرے۔

اِس آیہ کریمہ کے تحت علامہ کرمانی لکھتے ہیں:

ذكَرَ بحرفِ الفاءِ، و أنّها للتّعقيبِ، فكان تبعاً، و التَّبعُ لا يَتقدَّمُ على المَتبُوعِ (١٠٢)

٩٩۔ لُباب المناسك مع شرحه للقارى، باب العمرة، ص٥٠٩

١٠٠۔ المسالك فى المناسك، فصل فى الترتيب فيه بعد فصل: فى السّعى بين الصّفا و المروة، ١/٤٧٢

١٠١۔ البقرة:٢/١٥٨

١٠٢۔ المسالك فى المناسك، فصل فى التّرتيب فيه بعد فصل: فى السّعى بين الصّفا و

یعنی، اللہ تعالیٰ نے سعی کو حرفِ ''فاء'' کے ساتھ ذِکر فرمایا اور ''فاء'' تعقیب کے لئے ہے پس سعی تبعاً ہے اور تابع متبوع پر مقدم نہیں ہوتا۔

لہٰذا طوف کا سعی پر مقدم ہونا صحتِ سعی کے لئے شرط ہے چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

و صرَّحَ فی "المحیط": بأنَّ تقدیمَ الطَّوافِ شرطٌ لصحةِ السّعی (۱۰۳)

یعنی، "محیط" (۱۰۴) میں تصریح فرمائی کہ تقدیم طواف صحتِ سعی کے لے شرط ہے۔

اور علامہ کرمانی لکھتے ہیں:

التّرتیبُ بین الطّوافِ و السّعیِ شرطٌ لِصحتِہا (۱۰۵)

یعنی، طواف اور سعی کے مابین ترتیب اُس کی صحت کے لئے شرط ہے۔

اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ لکھتے ہیں:

قال المصنِّف فی "الکبیر": و تقدیمُ الطّواف علی السّعی شرطٌ لصحة السّعی بالإتفاق (۱۰۶)

یعنی، مُصنِّف (علامہ رحمت اللہ سندھی) نے (اپنی دوسری کتاب) "الکبیر" (۱۰۷)

۱۰۳۔ ردُّ المحتار علی الدُّرِّ المختار، کتاب الحجّ، مطلب: فی السّعی بین الصّفا و المروۃ، تحت قولہ: إن أراد السّعی، ۳/۵۸۷

۱۰۴۔ یہاں "محیط" سے مراد "محیط برھانی" ہے اور اُس کی عبارت یہ ہے کہ أنّ السّعی تابعٌ للطّوافِ و مرتّبٌ علیہ (المُحِیط البُرھانی، کتاب المناسك، الفصل الثّامن: فی الطّواف و السّعی، طواف الصّدر، ۳/۶۵)

۱۰۵۔ المسالك فی المناسك، فصل بعد فصل: فی العمرۃ علی الإنفراد إلخ، ۱/۶۱۹

۱۰۶۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب العمرۃ، تحت قولہ: و الحلق أو التقصیر، ص ۵۱۰

۱۰۷۔ جمع المناسك، باب العمرۃ، ص ۵۹۱

میں فرمایا کہ سعی پر طواف کی تقدیم صحتِ سعی کی بالاتفاق شرط ہے۔

اِسی لئے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ طواف سے قبل سعی جائز نہیں ہے چنانچہ علامہ ابو منصور کرمانی لکھتے ہیں:

لا یجوزُ السّعی قبلَ الطّوافِ، لأنّه شُرِعَ لِکمالِ الطّوافِ، و أنّه تبعٌ (۱۰۸)

یعنی، طواف سے قبل سعی جائز نہیں کیونکہ اِسے کمالِ طواف کے لئے مشروع کیا گیا ہے اور یہ کہ (طواف کے) تابع ہے۔

اور عمرہ میں طواف سے قبل کی گئی سعی معتبر نہیں ہوتی چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبد اللہ سندھی حنفی اور مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

و لو سَعی قبلَ الطّوافِ أی: جنسَهُ أو قبلَ الطّوافِ الصّحیحِ لم یعتدّ به أی: بذلك السّعی، فإنّ سعیَه حینئذٍ کا لمعدوم (۱۰۹)

یعنی، اگر طواف سے قبل سعی کی یعنی جنسِ طواف یا طواف صحیح سے قبل تو وہ سعی شمار نہ کی جائے گی، بے شک اُس وقت سعی مثل معدوم کے ہے۔

پورا طواف چھوڑ کر سعی کرے یا اکثر دونوں صورتوں میں حکم یہی ہو گا، چنانچہ علامہ ابو منصور کرمانی لکھتے ہیں:

حتّی لو ترکَ أکثرَ الطّوافِ منها و أتَی بأقلّه، ثُمّ سَعی بین الصّفا و المروةِ لا یجوزُ، و لا یحلّ ما لم یُعِدها أو یکملُها، لأنّه ترکَ الأکثرَ، و للأکثرِ حکمُ الکُلِّ علی ما مرَّ، فإذا أکملَ الطّوافَ أعادَ السّعی بین الصّفا و المَروة (۱۱۰)

۱۰۸۔ المسالك فی المناسك، فصل فی الترتیب فیه بعد فصل فی السعی بین الصّفا و المروة، ۱/۴۷۲

۱۰۹۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات، فصل: فی الجنایات فی السّعی، ص۳۹۳

یعنی، یہاں تک کہ اگر عمرہ کا اکثر طواف چھوڑ دیا اور کم پھیرے کئے پھر صفا و مروہ کے مابین سعی کی تو جائز نہ ہوئی، اور احرام سے نہ نکلے گا جب تک اُس کا اعادہ نہ کرے یا اُسے مکمل نہ کرے، کیونکہ اُس نے اکثر کو ترک کیا اور اکثر کے لئے کُل کا حکم ہے، پس جب طواف مکمل کر لیا تو صفا و مروہ کے مابین سعی کا اعادہ کرے گا۔

علامہ عالم بن العلاء انصاری حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

و فی "الظھِیریّة" و لو تَرَكَ طوافَ العُمرةِ أكثرَه أو كلّه و سَعَی بینَ الصّفا و المروة و رَجعَ إلی أهلِه فهو مُحرِمٌ أبدًا، و لا یُجزی عنه البدلُ و علیه أن یَعُودَ إلی مكّة بذلك الإحرام و لا یجبُ علیه إحرامٌ جدیدٌ لأجْل مجاوزةِ المیقات (١١١)

یعنی، اور "ظهیریه" (١١٢) میں ہے کہ اگر عمرہ کا اکثر یا کُل طواف چھوڑ دیا اور صفا اور مروہ کے مابین سعی کر لی اور اپنے اہل کو لوٹ گیا تو وہ ہمیشہ مُحرِم ہے اور طواف کا بدل جائز نہ ہوگا اور اُس پر لازم ہے کہ اُسی احرام کے ساتھ مکہ لوٹے، اور اُس پر میقات سے گزرنے کی وجہ سے نیا احرام لازم نہ ہوگا۔

اور جب عمرہ کا طواف کرے گا تو سعی بھی کرنی ہوگی پہلی سعی کافی نہ ہوگی چنانچہ علامہ عالم بن العلاء انصاری لکھتے ہیں:

و فی "شرح الطّحاوی": و یطوفُ لها أو یَكمِلُ الطّوافَ و یَسعَی بینَ الصَّفا و المَروةِ، و سعیُه الأوّلُ غیرُ جائزٍ (١١٣)

١١١۔ الفتاوی التّاتارخانیة، كتاب الحجّ، الفصل السّابع: فی الطّواف و السّعی، م جئنا إلی طواف العمرة، ٢/ ٣٩٠

١١٢۔ الفتاوی الظّهیریة، كتاب الحجّ، الفصل السّابع: فی الطّواف و السّعی، ص ١٤٤

١١٣۔ الفتاویٰ التّاتارخانیة، كتاب الحجّ، الفصل السّابع: فی الطّوافِ و السّعی، م جئنا إلی

یعنی، اور "شرحُ الطحاوی" میں ہے کہ اور عمرہ کا طواف کرے یا طواف کو مکمل کرے اور صفا و مروہ کے مابین سعی کرے اور اس کی پہلی سعی جائز نہیں ہے۔

اور اگر وہ اعادہ نہیں کرتا تو اُس پر دَم لازم آئے گا کہ سعی عمرہ کے واجبات سے ہے اور اُسے اُس نے بلاعُذرِ شرعی ترک کیا ہے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الثلاثاء، ۳ ذوالحجة ۱۴۳۱ھ، ۹ نوفمبر ۲۰۱۰م 681-F

مُحرمہ ماہواری آنے پر احرام کھول دے تو کیا حکم ہے؟

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک عورت پاکستان سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہنچی، ابھی طواف عمرہ کے تین چکر ہی ہوئے تھے کہ ماہواری شروع ہوگئی تو اُس نے طواف چھوڑ دیا اور اُس نے ہوٹل آکر احرام کھول دیا اور احرام کی خلاف ورزیاں شروع کر دیں، اب اُس عورت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(السائل: خرم عبدالقادر، سولجر بازار، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں وہ عورت فوراً احرام کی خلاف ورزیاں ترک کر دے کیونکہ وہ احرام توڑنے کی نیّت سے احرام سے باہر نہیں ہوئی اور اگر اُس نے ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب نہ کیا ہوگا تو اُس پر کچھ لازم نہیں ہوگا اُس احرام میں پاک ہونے کے بعد عمرہ ادا کرے، یاد رہے کہ عام طور پر عورتیں لاعلمی کی بناء پر سر بند وغیرہ کھولنے کو احرام کا کُھلنا سمجھتی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے، اور اگر ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کیا ہوگا جیسے خوشبو لگانا، خوشبودار صابن استعمال کرنا، منہ ڈھکنا وغیرہا تو اُس پر صرف ایک دَم لازم ہوگا جو اُسے سرزمینِ حرم پر دینا ہوگا، چنانچہ علامہ سید امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ "اللباب" (۱۱٤) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

۱۱٤۔ لُباب المناسك، باب الجنایات، فصل: فی ارتکاب المحرم المحظور، ص ٤٥٠

اعلم أنّه إذا نوی رفضَ الإحرام فجعلَ یَصْنَعُ ما یَصنعُه الحلالُ مِن لبسِ الثِّیابِ و التّطیُّبِ و الحلقِ و الجماعِ و قتلِ الصَّیدِ، فإنّه لا یخرُجُ بذلك مِن الإحرام، و علیه أنْ یَعُودَ کما کان مُحرِماً، و یَجبُ دمٌ واحدٌ لجمیعِ ما ارتکب، و لو کلَّ المحظورات، و إنّما یَتعذّرُ الجزاءُ بتعدُّدِ الجنایات إذا لم یَنوِ الرّفضَ، ثُمّ نیّهُ الرّفضِ إنّما تُعتبرُ مِمّن زعَمَ أنّه یخرُجُ منه بهذا القصدِ لجهله مسألة عدم الخروج (۱۱۵)

یعنی، جان لیجئے کہ مُحرم نے جب احرام توڑنے کی نیّت کر لی اور وہ اُن کاموں میں شروع ہو گیا جو غیر محرم کرتا ہے جیسے سلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، حلق کروانا، جماع کرنا اور شکار کو مارنا تو وہ اِس (نیت) سے احرام سے نہیں نکلے گا اور اُس پر لازم ہے وہ لوٹ آئے جیسا کہ مُحرم تھا (یعنی احرام کی پابندیاں شروع کر دے) اور اُس نے جن (ممنوعاتِ احرام) کا ارتکاب کیا اُس پر سب کا ایک دَم لازم ہے اگرچہ ہر ممنوع (کا مُرتکب ہوا) ہو، جنایات کے تعدُّد سے جزاء متعدّد صرف تب ہو گی جب اُس نے احرام توڑنے کی نیّت نہ کی، پھر احرام توڑنے کی نیّت صرف اُس سے معتبر ہے جو عدمِ خُروج کے مسئلہ سے لا علمی کی وجہ سے یہ گُمان رکھتا ہو کہ وہ اِس نیّت سے احرام سے نکل گیا۔

اسی طرح مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی متوفی ۱۱۷۴ھ نے "حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب" (۱۱۶) میں لکھا ہے۔

۱۱۵۔ رَدُّ المحتار علی الدّر المختار، کتاب الحجّ، باب الجنایات، تحت قوله: إلّا یقصد الرّفض، ۳/۶۶۵

۱۱۶۔ حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب اوّل در بیان احرام، فصل دهم: در بیان کیفیت

یاد رہے کہ ممنوعاتِ احرام کے ارتکاب کی صورت میں بھی وہ مُحرمہ ہی رہے گی۔

والله تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ، ۱ اغسطس ۲۰۱۲م 801-F

طُہر متخلّل میں عمرہ ادا کرلیا تو کیا حکم ہے؟

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ اگرایک عورت نے ماہواری سے فارغ ہوکر غسل کر کے عمرہ ادا کیا، عمرہ ادا کرنے کے بعد اُسے دوبارہ خون آگیا اور ماہواری شروع ہونے کے دس دنوں کے اندر اندر یہ خون آیا اور دس دن پورے ہونے سے قبل بند ہوا۔ تو آیا عمرہ ادا ہوگیا کہ نہیں اور دم وغیرہ لازم آیا کہ نہیں اور عورت نے اِس مسئلہ سے لاعلمی کی وجہ سے عمرہ ادا کر کے بال کاٹ لئے اور احرام اُتار دیا ہے اب اُس کے لئے کیا حکم ہے جب کہ وہ ابھی مکہ میں ہی ہے؟

(السائل: محمد منیب قادری، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اُس پر لازم ہے کہ وہ جب تک مکہ میں ہے طواف کا اِعادہ کرلے۔ اِس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ ماہواری کی کم ازکم مدّت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے چنانچہ علامہ علاؤالدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

و أقلُّه ثلاثةُ أيامٍ بليَالِيها و أكثرُهُ عشرةٌ (۱۱۷)

یعنی، حیض کی کم سے کم مقدار تین دن تین راتوں کے ساتھ ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

اور عورت کو ماہواری آئے اور تین دن کے بعد کسی دن بھی رُک جائے اور پھر جاری ہو کر دس دنوں کے اندر اندر رُک جائے تو آخری بار رُکنے تک سارا پیریڈ ماہواری کہلاتا ہے جیسا کہ کُتُبِ فقہ میں مذکور ہے، لہٰذا مذکورہ عورت نے جو عمرہ ادا کیا وہ ایام ماہواری میں ادا کیا

ہے، اور طواف میں طہارت واجب ہے چنانچہ امام ابوالبقاء محمد بن اُحمد ابن الضیاء حنفی متوفی ۸۵۴ھ لکھتے ہیں:

و أما واجباتُ الطّواف، فمنها: الطّهارتُ عندَ الحَدثِ و الجَنابةِ، و الحَيضِ و النِّفاسِ (۱۱۸)

یعنی، مگر طواف کے واجبات، تو اُن میں سے حَدَث، جنابت، حیض اور نفاس کے ہونے کے وقت طہارت ہے۔

بعض نے طواف میں طہارت کو واجب نہیں بتایا لیکن صحیح قول یہی ہے کہ واجب ہے، چنانچہ علامہ ابن الضیاء حنفی لکھتے ہیں:

وقال أبوبكر الجصّاص الرّازی: إنّها واجبةٌ، و هو الصّحيحُ۔

و فی "الهداية": و هو الأصحُّ (۱۱۹)

یعنی، امام ابو بکر جصاص رازی (حنفی) نے فرمایا یہ واجب ہے اور یہی صحیح ہے اور "ھدایہ" (۱۲۰) میں ہے یہی اصح ہے۔

اور امام سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

وهو الصّحيحُ من المذهبِ أنّ الطّهارةَ فی الطّوافِ واجبةٌ (۱۲۱)

یعنی، اور صحیح مذہب یہی ہے کہ طواف میں طہارت واجب ہے۔

یاد رہے کہ طہارت طواف کے لئے واجب ہے شرط نہیں ہے اور نہ فرض کہ اُس کے نہ

۱۱۸۔ البحرُ العَمِيق، الباب العاشر: فی دخول مكة ...... إلخ، فصل: فی بيان أنواع الأطوفة، ۱۱۱۲/۲

۱۱۹۔ البحرُ العَمِيق، الباب العاشر: فی دخول مكة ...... إلخ، فصل: فی بيان أنواع الأطوفة، ۱۱۱۲/۲

۱۲۰۔ الهداية، كتاب الحجّ، باب الجنايات، فصل: مَن طاف طواف القدو، ۱۔۱۹۹/۲، و فيه: و الأصح أنها واجبةٌ، لأنّه يجب بتركها الجابر، یعنی، اصح یہ ہے کہ وہ واجب ہے کیونکہ اس کے ترک پر جابر واجب ہوتا ہے۔

پائے جانے کی صورت میں طواف شمار ہی نہ ہو، چنانچہ امام سرخسی حنفی لکھتے ہیں کہ:

إنّ الطّهارةَ فی الطّوافِ واجبةٌ ، و أنّ طواف المُحدثِ مُعتد به عندنا ، ولکن أفضل أن یُعیدَهُ و إن لم یُعِدْهُ فعلَیه الدَّمُ (١٢٢)

یعنی، بے شک طواف میں طہارت واجب ہے بے شک بے وضو کا طواف ہمارے نزدیک شمار کیا جاتا ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ اُس کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہیں کیا تو اُس پر دم لازم ہے۔

اور علامہ ابن الضیاء حنفی لکھتے ہیں:

و لیستْ بشرطٍ لجوازِ الطّوافِ لا فرضٌ، بل هی واجبةٌ، حتی یـجوزَ الطَّوافُ بدُونِها، و یقعُ مُعتداً بِهِ، و لکن مُسِیأً و یجبُ فدیةٌ علی ما نبیّنُ (١٢٣)

یعنی، طہارت جوازِ طواف کے لئے نہ شرط ہے اور نہ فرض بلکہ یہ واجب ہے یہاں تک کہ طواف اِس کے بغیر جائز ہے۔ (اگرچہ ترکِ واجب کی وجہ سے گنہگار ہوگا اور دمِ لازم آئے گا) اور معتد بہ واقع ہوتا ہے لیکن وہ مُسی (بُرا کرنے والا) ہوگا اور اُس پر فدیہ (یعنی دم) واجب ہوگا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

اور علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں کہ:

ولوطافَ للعُمرة کلّه أو أکثرَه أو أقلّه ولو شرطًا جُنبًا أو حائضاً أو نُفساءَ أو مُحدثًا فعلیه شاةٌ (١٢٤)

١٢٢۔ المبسوط للسّرخسی، کتاب المناسك، باب الطّواف، ٣٤/٤/٢

١٢٣۔ البَحرُ العَمیق ، الباب العاشر: فی دُخول مکة ...... إلخ، فصل: فی بیان أنواع الأطوفة، ١١١٢/٢

١٢٤۔ لُباب المناسك، باب الجنایات، فصل : فی الجنایة فی طوافِ العُمرة، ص ٣٩٠۔ أیضاً جمع المناسك ، باب الجنایات، الفصل الخامس: فی الجنایات، فصل: لوطاف

یعنی، اور اگر کوئی عمرہ کا کُل یا اکثر یا اقل طواف اگر چہ ایک چکر حالتِ جنابت یا حیض یا نفاس یا بے وضو کرے تو اُس پر (بطورِ دَم) بکری لازم ہے۔

اور دم اُس صورت میں لازم ہوگا جب وہ طوافِ عمرہ کا اعادہ نہ کرے اور چلا جائے، چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں:

و لو طافَ للعُمرةِ مُحدثًا و سَعَی بعدَهُ فعلَیه دمٌ إن لم یُعِدِ الطّوافَ و رَجع إلی أهلِه (۱۲۵)

یعنی، اگر بے وضو عمرہ کا طواف کیا اور اُس کے بعد سعی کی تو اُس پر دم لازم ہے اگر اُس نے طواف کا اعادہ نہ کیا اور اپنے اہل کو لوٹ گیا۔

اِس کے تحت مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں کہ:

لتَرکِه الطَّهارةَ فی الطّوافِ، و أمّا ما دامَ بمکّةَ فعلَیه أن یُعیدَهما لسَرَیَانِ نُقصانِ الطّوافِ فِی السَّعيِ الذی بعدَهُ، و إلّا فالطَّهارةُ مُستحبّةٌ فی السَّعی (۱۲۶)

یعنی، طواف میں طہارت کو ترک کرنے کی وجہ سے، مگر جب تک مکہ میں ہے اُس پر لازم ہے کہ دونوں کا اعادہ کرے نقصانِ طواف کے اُس کے بعد سعی میں اثر کرنے کی وجہ سے، ورنہ طہارت سعی میں مستحب ہے۔

اِن تمام عبارات سے معلوم ہوا کہ اُس عورت پر طواف کا اعادہ لازم ہے، ہاں اگر مکہ سے چلی گئی تو دم لازم ہو جائے گا اور طواف بلا احرام ہوگا کیونکہ جہاں بھی اِعادہ کا ذِکر کیا گیا وہاں احرام کی قید کسی نے بھی ذِکر نہیں کی ہے۔ اور اگر صرف طواف کا اِعادہ کرے اور سعی کا اِعادہ نہ کرے تو اُس پر کچھ لازم نہ ہوگا چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں کہ:

۱۲۵۔ لُباب المناسك، باب الجنایات، فصل : فی الجنایة فی طواف العمرة، ص ۳۹۱

۱۲۶۔ المسلك المقتسط، تحت قوله : ولو طاف للعمرة ...... إلخ، ص ۳۹۱

و لَو أَعادَ الطَّوافَ و لم يُعدِ السَّعيَ لاشيءَ عليه (١٢٧)

یعنی، اگر طواف کا اعادہ کیا اور سعی کا اِعادہ نہ کیا تو اُس پر کچھ لازم نہیں ہے۔

اِس کے تحت مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

و صحّحه صاحب "الهداية"، وهو مختارُ شمس الأئمة السّرخسی و الإمام المحبوبیّ (١٢٨)

یعنی، اسے صاحبِ ہدایہ (١٢٩) نے صحیح قرار دیا ہے اور یہی شمس الائمہ سرخسی (١٣٠) اور امام محبوبی (١٣١) کا مختار ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الأحد، ٢ رمضان المبارك ١٤٣٣ھ، ٢٢ يوليو ٢٠١٢م 799-F

١٢٧۔ لُباب المناسك، باب الجنايات، فصل: فی الجناية فی طواف العمرة، ص ٣٩١

١٢٨۔ المسلك المقتسط، تحت قوله: ولو طاف للعمرة ...... إلخ، ص ٣٩١

١٢٩۔ الهداية، كتاب الحجّ، باب الجنايات، فصل: من طاف طواف القُدوم، ١۔٢/٢٠٠، و قال: و كذا إذا أعاد الطّواف و لم يعد السّعی فی الصّحيح، یعنی، فرمایا اور اسی طرح صحیح قول کے مطابق جب طواف کا اعادہ کیا اور سعی کا اعادہ نہ کیا۔

١٣٠۔ المبسوط للسّرخسی، كتاب المناسك، باب الطّواف، ٢/٤/٣٧، و قال: فكذلك يستحبُّ إعادة ذلك الرّمل و السّعی يوم النّحر، و إن لم يفعل لم يضُرّه و لا شیٔ عليه، یعنی، فرمایا، اِسی طرح یوم نحر میں رَمل اور سعی کا اعادہ مستحب ہے اور اگر نہ کرے تو اُسے کوئی ضرر نہیں ہے اور اُس پر کچھ نہیں ہے۔

١٣١۔ محبوبی سے مراد صاحب "وِقاية الرّواية" یا شارح "وِقاية الرّواية" صدر الشریعہ اصغر عبید اللہ بن مسعود ہیں، ان کے نام کے ساتھ محبوبی اِس لئے آتا ہے کہ محبوب اُن کے آباء میں سے کسی کا نام تھا، علامہ ابو الحسنات عبد الحی لکھنوی نے "عمدة الرعاية" میں جو نسب ذِکر کیا ہے اُس میں صحابی رسول حضرت عبادہ بن الصامت انصاری رضی اللہ عنہ کے پوتے کا نام محبوب بن الولید بن عبادہ بن الصامت تھا۔

حلق یا تقصیر کے بغیر عمرہ کا احرام کھولنے والے کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ میں کراچی سے آیا اور عمرہ ادا کیا، پھر ایک دو روز بعد میں نے مسجد عائشہ سے عمرہ کا احرام باندھا اور آکر طواف کیا اور سعی کی، حلق نہیں کروایا، اِس لئے کہ میرے بال بالکل چھوٹے تھے، میں نے سمجھا کہ یہ حلق کے قابل نہیں ہیں، اِس لئے مجھ پر لازم نہیں اور میں نے احرام کھول دیا اور اُسے ایک دن گزر چکا ہے پھر کسی عالم نے مجھے بتایا کہ مجھ پر حلق لازم ہے، اب میرے لئے شریعت کا کیا حکم ہے جب کہ دو دن بعد حج کے لئے منیٰ روانگی ہے۔

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں سائل پر لازم ہے کہ فوراً حلق کروائے کیونکہ وہ احرام توڑنے کی نیّت سے اب تک احرام سے باہر نہیں ہوا، اور اُس پر ایک دَم لازم ہوگیا جو اُسے سرزمینِ حرم پر دینا لازم ہے اور ایک دَم کے لُزوم کی وجہ یہ ہے کہ سائل نے ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب جیسے سلے ہوئے کپڑے پہننا، سر اور منہ ڈھکنا، خوشبو وغیرہا کا ارتکاب احرام سے نکلنے کے لئے اپنی جہالت کی بنا پر کیا ہے، چنانچہ مخدوم محمد ہاشم بن عبدالغفور حارثی ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

پس چنیں خارج نہ گردد بہ نیتِ رفض و اِحلال وواجب آید بر این شخص دَم واحد برائے جمیع آنچہ ارتکاب کرد ہر چند کہ ارتکاب کرد جمیع محظورات را، متعدّد نشود بروئے جزاء بہ تعدّدِ جنایات چون نیّت کردہ است رفضِ احرام را زیرانکہ اُو ارتکاب نمودہ است محظورات را بتاویل اگرچہ فاسد است، معتبر باشد در رفع ضمانات دنیویہ، پس گویا کہ موجود شدند این ہمہ محظورات از جہۃ واحدہ بسببی واحد، پس متعدّد نگردد جراء بروئے این مذہب ماست، ونزد امام شافعی پس لازم آید بروے برائے

ہر محظورے علیحدہ جزاء (۱۳۲)

یعنی، اِس طرح احرام توڑنے اور حلال ہونے نیت سے بھی احرام سے خارج نہ ہوگا ہر چند کہ اُس نے تمام ممنوعات کا مُرتکب کیا ہو، اور جب اُس نے احرام توڑنے کی نیّت کر لی تو متعدّد جنایات پر متعدّد جزائیں اِس لئے واجب نہ ہوں گی کہ اِن ممنوعات کا ارتکاب اُس نے تاویل سے کیا ہے، اور تاویل گو کہ فاسد ہے مگر وہ دینوی (۱۳۳) ضمانتوں کے اُٹھ جانے میں معتبر ہوگی، پس گویا کہ یہ تمام ممنوعات ایک ہی جہت سے ایک ہی سبب سے واقع ہوئے، اِس لئے جزائیں بھی اُس پر متعدّد واجب نہ ہوں گی، یہ ہمارا مذہب ہے، مگر امام شافعی کے نزدیک ہر ممنوع (کے ارتکاب پر) جزاء علیحدہ ہوگی۔

ہمارا اور امام شافعی علیہ الرحمہ کے مابین اختلاف اُس صورت میں ہے جب یہ شخص احرام توڑنے کے ارادے سے ایسا کرے اور جہالت کی بنا پر سمجھ لے کہ اب وہ احرام سے نکل گیا ورنہ ہر جرم پر الگ کفّارہ لازم ہوگیا، چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی لکھتے ہیں:

واین اختلاف وقتی ست کہ شخص مذکور کہ نیّت رَفضِ احرام کردہ است گُمان می برد بسببِ جہل خود کہ اُو خارج گشتہ است از احرام بسبب این قصد واما کسی کہ می درند کہ خارج نشدہ ام من از احرام بسبب این قصد پس معتبر نباشد از وی قصد رفض ومتعدد گردد جزا بروے بہ تعدّد جنایات اتفاقاً بیننا و بین الشّافعی چنانکہ متعدّد می گردد اتفاقاً بر شخصے کہ قصد نہ کردہ است رفض را اَصلاً (۱۳٤)

۱۳۲۔ حیات القلوب فی زیارت المحبوب، باب اول در بیان احرام، فصل دھم: در بیان کیفیت خروج از احرام، ص ۱۰۳

۱۳۳۔ علامہ کرمانی حنفی اور مُلّا علی قاری حنفی نے بھی لکھا ہے کہ وہ دنیاوی ضمانتوں کے اُٹھ جانے میں مفید ہوگی جیسا کہ ہمارے فتویٰ ''فاسد تاویل سے ممنوعاتِ احرام کے مُرتکب میں مذاہب'' میں مذکور ہے۔

۱۳٤۔ حیات القلوب فی زیارت المحبوب، باب اول دربیان احرام، فصل دھم: در بیان کیفیت خروج از احرام، ص ۱۰۳، ۱۰٤

یعنی، یہ اختلاف بھی اُس وقت ہے جب اُس شخص نے (اِن ممنوعات کے ارتکاب میں) احرام توڑنے کی نیت کی ہو اور اپنی جہالت سے یہ سمجھ لیا ہو کہ اِس نیت سے وہ احرام سے نکل گیا، لیکن اگر کوئی یہ جانتا ہے کہ میں اِس نیّت سے احرام سے نہیں نکلا ہوں تو ایسے شخص سے احرام توڑنے کی نیّت معتبر نہیں ہو گی، اُس پر ہمارے اور امام شافعی کے نزدیک بالاتفاق ہر جنایت پر علیحدہ جزا واجب ہو گی جیسا کہ بالتفاق احناف و شوافع اُس شخص پر جزائیں متعدد ہوں گی، جس نے احرام توڑنے کی سرے سے نیّت ہی نہ کی ہو۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ٥ ذوالحجة ١٤٣١ھ، ١١ نوفمبر ٢٠١٠م 683-F

عمرہ کے بعد بغیر حلق کے دوسرے عمرے کا احرام باندھنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے عمرہ ادا کرنے کے بعد حلق نہیں کروایا، اِس خیال سے کہ پہلے عمرہ کر کے حلق کرا چکا تھا اُس کے سر پر بال نہ تھے اِس لئے اُس نے عمرہ کی سعی کے بعد بغیر حلق کے دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا، کیا اُس کا یہ فعل شرعاً درست ہے اور اگر درست نہیں تو اُس پر کیا لازم آئے گا؟

(السائل: ظفر، سولجر بازار، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اُس پر دَم لازم آئے گا کیونکہ اُس نے عمرہ کے دو احرام جمع کرنے کا ارتکاب کیا ہے جو کہ مکروہ تحریمی ہے، چنانچہ صدرُ الشّریعہ اصغر امام عبید اللہ بن مسعود محبوبی حنفی متوفی ٧٥٠ھ لکھتے ہیں:

"مَن أَتَی بعُمرةٍ إلاّ الحلقَ، فأحرمَ بأُخرى ذَبَحَ" (١٣٥) لأنّه

١٣٥۔ یہاں تک تاج الشّریعہ محمود بن احمد بن عبید اللہ محبوبی متوفی ٦٧٣ھ کے متن "وِقایةُ الرِّوایة" کی عبارت ہے۔

جمعَ بَینَ إحرامیِ العمرۃِ، و ھو مکروہٌ، فلزمہُ الدّمُ (۱۳۶)

یعنی، جس نے عمرہ ادا کیا سوائے حلق کے (یعنی حلق یا تقصیر کو چھوڑ کر عمرہ کے افعال طواف وسعی ادا کئے) پھر دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو وہ (بکری بطورِ دم کے) ذبح کرے کیونکہ اُس نے عمرہ کے دو احراموں کے مابین جمع کرلیا جو کہ مکروہ ہے (۱۳۷) پس اُسے دَم لازم ہوا۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی (۱۳۸) اور اُن کے حوالے سے علامہ شامی (۱۳۹) لکھتے ہیں:

و لو طافَ و سَعَی للأُولیٰ و لم یَبق علیه إلاّ الحلقُ فأھلَّ بأُخری لَزِمتہُ و لا یرفُضُھا و علیه دَمُ الجمعِ

یعنی، اگر پہلے عمرہ کا طواف اور سعی کر لئے اور اُس پر حلق کے سوا کچھ باقی نہ رہا پھر اُس نے دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو دوسرے عمرہ اُسے لازم ہو گیا اور اُسے وہ نہ چھوڑے گا اور اُس پر جمع (بین الاحرامین) کی وجہ سے دَم لازم ہے۔

اور اِس صورت میں لُزومِ دَم میں فقہاء کرام کا کوئی اختلاف نہیں چنانچہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اعلم أنّھم اتفقُوا فی وُجوبِ الدّم بسببِ الجمعِ بین إحرامیِ العُمرۃِ (۱۴۰)

۱۳۶۔ شرح الوقایة مع عمدة الرّعایة، کتاب الحج، باب إضافة الإحرام إلی الإحرام، ۲/۶۵۱

۱۳۷۔ مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ "در مختار" میں ہے کہ الأصلُ أنّ الجمع بین إحرامین لعُمرتین مکروہٌ تحریماً (الدّرّ المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، تحت قوله: من أتی بعمرة إلخ، ص ۱۷۱) یعنی، قاعدہ یہ ہے کہ عمرہ کے دو احراموں میں جمع مکروہ تحریمی ہے پس اُسے دَم لازم ہوگا۔

۱۳۸۔ لُباب المناسك، باب الجمع بین النُّسکین المتّحدَین، فصل: فی الجمع بین العُمرتین، ص ۳۲۴

۱۳۹۔ ردّ المحتار علی الدّر المختار، کتاب الحجّ، باب الجنایات، تحت قول التّنویر، و من أتی بعمرة إلخ، ۳/۷۱۶

۱۴۰۔ المسلك المتقسط فی المنسكِ المتوسط، باب الجمع بین النُّسکین المُتّحدَینِ،

یعنی، جان لے کہ فقہاء کرام کا عمرہ کے دو احراموں کے مابین جمع کے سبب وُجوبِ دَم میں اتفاق ہے۔

یاد رہے کہ سر پر بال نہ ہوں تب بھی اُسترا پھیرنا لازم ہے بغیر اُس کے احرام نہیں کھلے گا چنانچہ علامہ محمود بن احمد بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ بخاری حنفی متوفی ۶۱۶ھ لکھتے ہیں:

إذا جاء وقتُ الحَلقِ، و لم یکُن علی رَأسِهِ شعرٌ بأن حلقَ قبلَ ذلك أو بسببٍ آخر، ذُكِرَ فی "الأصل" أنه یَجری المُوسَی علی رَأسِهِ، لأنه لو كان علی رأسِهِ شعرٌ كان المأخوذُ علیه إجراءَ المُوسَی ...... ثُمَّ اختَلَفَ المشائخ أنّ إجراءَ المُوسی مستحبٌّ أو واجبٌ، و الأصحّ أنه واجبٌ (١٤١)

یعنی، جب حلق کا وقت آ گیا اور اُس کے سر پر بال نہ ہوں اِس طرح کہ اُس نے اِس سے قبل حلق کروایا تھا یا کسی اور سبب سے، تو ''الاصل'' میں مذکور ہے کہ وہ اپنے سر پر اُسترا پھروائے گا، کیونکہ اگر اُس کے سر پر بال ہوتے تو اُسترے کا پھروانا ماخوذ ہوتا ...... پھر مشائخ کا (ایسی صورت میں) اِس بات میں اختلاف ہے کہ اُسترا پھروانا مستحب ہے یا واجب، اور ''اَصح'' یہ ہے کہ واجب ہے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ۸ شوال المکرّم ۱۴۳۳ھ، ۲۷ اغسطس ۲۰۱۲م 804-F

بلا احرام جدہ پہنچنے والے مُتمتّع کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک شخص حج تمتّع کی نیّت سے پاکستان سے آیا، ہوائی جہاز میں جب اجتماعی طور پر نیّت کروائی گئی تو اُس نے زبانی الفاظ تو ادا کر لئے لیکن اُس کا ارادہ یہ تھا کہ وہ نیّت بعد میں میقات سے کچھ پہلے کر لے گا، مگر میقات سے گزرتے وقت وہ عمرہ کے احرام کی نیّت سے تلبیہ کہنا بھول گیا،

جدہ ائیر پورٹ پر پہنچنے کے بعد اُسے یاد آیا کہ اُس نے تو نیت نہیں کی ہے، پھر کسی دیندار مسائلِ حج جاننے والے کو بتایا تو اُس نے مشورہ دیا کہ تو اب نیت کرلے تو اُس نے وہاں سے نیّت کی اور تلبیہ کہہ لی اور وہ مکہ مکرمہ آیا اور عمرہ ادا کیا، اب پوچھنا یہ ہے کہ اُس کا عمرہ درست ہوا کہ نہیں اور وہ حج کرے گا تو اُس کا حج ''تمتّع'' ہوگا یا نہیں، اور اُس پر حج تمتّع کی قربانی لازم ہوگی یا نہیں، اور میقات سے احرام نہ باندھنے کی وجہ سے اُس پر کیا کفّارہ لازم آیا، تفصیل سے جواب عنایت فرما کر ممنوع ہوں۔

(السائل: حافظ محمد عامر از لبیک حج وعمرہ سروسز، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: میقات سے باہر رہنے والا شخص جب حرم یا مکہ کے ارادے سے میقات سے گزرے گا تو اُس پر لازم ہے کہ وہ حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر گزرے چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"لَا يَتَجَاوَزُ أَحَدُ الْمِيقَاتَ إِلَّا وَ هُوَ مُحْرِمٌ" أخرجه ابن أبی شيبة فی "مصنّفه" (١٤٢)، و الطّبرانی فی "المعجمِ الكبير" (١٤٣) من حديث ابن عباس رضی الله عنهما مرفوعاً، و أخرجه الطّحاوی فی "شرحِ مَعانِی الآثار" (١٤٤) موقوفاً، و من طريق الشّافعی البيهقیُّ فی "السُّنَنِ الكُبریٰ" (١٤٥) و "معرفةِ السُّنَن و الآثارِ" (١٤٦)

یعنی، ''کوئی میقات سے نہ گزرے مگر یہ کہ وہ احرام والا ہو''۔

١٤٢۔ المصنَّف لابن أبی شيبة، كتاب الحجّ، باب لا يَجاوزُ أحدٌ الوقت إلّا محرم، برقم:١٥٧٠١، ٧٠٢/٨، (٥١/٢/٤

١٤٣۔ المعجم الكبير، برقم:١٢٢٣٦، ٣٤٥/١١، بلفظٍ: "لَا تَجُوزُ الْوَقْتَ إِلَّا بِإِحْرَامٍ

١٤٤۔ شرح معانی الآثار، كتاب الحجّ، باب دخول الحرم إلخ، برقم:٤١٧٢، ٢٦٣/٢، و كتاب الحجة، باب فی فتح رسول الله ﷺ مكة عنوةً، برقم:٥٤٧٣، ٣٢٩/٣، بلفظٍ: "لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ مَكَّةَ إِلَّا مُحرِمًا"

١٤٥۔ السُّنَنُ الكبریٰ، كتاب الحجّ، باب دخول مكّة بغير إرادة حجّ و لا عمرة، برقم:٩٨٣٩، ٢٨٩/٥

١٤٦۔ معرفة السُّنَن و الآثار، كتاب المناسك، باب دخول مكّة بغير إرادة حجّ و عمرة،

اِسی حدیث شریف کی بنا پر فقہاء کرام (۱۴۷) نے لکھا آفاقی مکہ مکرمہ کسی بھی غرض سے جائے تو وہ میقات سے بغیر احرام کے نہیں گزرے گا، چنانچہ علامہ حسن بن منصور بن ابی القاسم اُوزجندی حنفی متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں:

الآفاقی و مَن کان خارجَ المیقات، إذا قصدَ مکّةَ لحجّةٍ أو عمرةٍ أو لحاجةٍ أخری، لا یُجاوزُ المِیقَاتَ إلّا مُحرِماً (۱۴۸)

یعنی، آفاقی اور وہ جو میقات سے باہر ہے جب حج یا عمرہ یا کسی کام کے لئے مکہ مکرمہ کا قصد کرے تو میقات سے نہ گزرے مگر احرام والا۔

اور اگر بغیر احرام کے گزرا تو اُس پر حج یا عمرہ لازم ہو جائے گا چنانچہ علامہ ابو منصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

قال: و إذا جاوزَ ...... و دخلَ مکّةَ بغیرِ إحرامٍ فعلیه حجّةٌ أو عمرةٌ (۱۴۹)

یعنی، فرمایا، جب گزر گیا اور مکہ بغیر احرام کے داخل ہو گیا تو اُس پر حج یا عمرہ لازم ہو گیا۔

اِسی طرح "مختصر اختلاف العُلماء (۱۵۰)، "مختلفُ الرِّوایه" (۱۵۱)، "المبسوط للسّرخسی" (۱۵۲) اور "بدائع الصنائع" (۱۵۳) میں ہے۔

۱۴۷۔ فقہاء کرام سے مراد فقہاء احناف ہیں۔

۱۴۸۔ فتاویٰ قاضیخان، کتاب الحجّ، ۲۸۴/۱، دار المعرفة (۱۷۳/۱، دار الفکر)

۱۴۹۔ المسالك فی المناسك، فصل: فی أحکام مجاوزة المیقات بغیر إحرام، ۳۱۰/۱

۱۵۰۔ مختصر اختلاف العلماء، کتاب المناسك، الإحرام لدخول مکة، برقم: ۵۵۳، ۶۵/۲، و فیه: قال أصحابنا: لا یَدخُل أحدٌ ممّن هو خارجُ المیقات إلّا بإحرام، فإن دَخَلَها بغیر إحرام: فعلیه حجّةٌ أو عمرةٌ

۱۵۱۔ مختلف الرّوایة، کتاب المناسك، باب قول الشافعی خلاف قول أصحابنا، برقم: ۶۱۰، ۷۶۳/۲

۱۵۲۔ المبسوط للسّرخسی، کتاب المناسك، باب المواقیت، ۱۵۹/۴/۲

۱۵۳۔ بدائع الصّنائع، کتاب الحج، فصل: أما بیان مکان الإحرام، ۱۶۴/۳

اور جب وہ میقات سے گزرنے کے بعد حج یا عمرہ کا احرام باندھے تو اُس پر میقات کو احرام کے لئے لوٹنا لازم ہوگا اور اگر نہ لوٹا اور احرام باندھ لیا تو دم لازم آئے گا، چنانچہ امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ نے نقل کیا کہ

عن ابن عباسٍ رضی اللہ عنہما قال: إِذَا جَاوَزَ الْوَقْتَ فَلَمْ يُحْرِمْ حَتَّى دَخَلَ مَكَّةَ رَجَعَ إِلَى الْوَقْتِ فَأَحْرَمَ، وَ إِنْ خَشِيَ إِنْ رَجَعَ إِلَى الْوَقْتِ، فَإِنَّهُ يُحْرِمُ وَ يُهْرِيقُ لِذَلِكَ دَمًا (۱۵۴)

یعنی، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب میقات سے گزر گیا پس احرام نہ باندھا یہاں تک کہ مکہ میں داخل ہو گیا تو میقات کو لوٹے پس احرام باندھے اور اگر میقات کو لوٹنے میں خوف ہو تو وہ احرام باندھے اور اُس کے لئے بطور دم خون بہائے۔

اور ایسے شخص کے لئے علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

فعليه العَودُ إلى ميقاتٍ منها و إن لم يكُنْ ميقاتَه ليُحرِمَ منه، و إلّا فعليه دمٌ (۱۵۵)

یعنی، پس اُس پر مواقیت میں سے کسی میقات کو لوٹنا لازم ہے تا کہ وہاں سے وہ احرام باندھے اگرچہ وہ میقات نہ ہو (کہ جس سے بغیر احرام کے گزر کر آیا تھا) ورنہ اُس پر دم لازم ہوگا۔

اور مذکورہ شخص نے جب اس حال میں عمرہ ہی ادا کر لیا ہے تو اب اُس پر دم متعیّن ہو گیا اور اگر وہ حج کرتا ہے تو اُس کا حج ''تمتّع'' ہوگا کیونکہ فقہاءِ احناف نے حج تمتّع کی گیارہ شرطیں ذِکر کی ہیں اور اُن میں سے گیارھویں شرط حاجی کا آفاقی ہونا ہے، چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبد اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

۱۵۴۔ فتح القدیر، کتاب الحجّ، فصلٌ و المواقیت التی إلخ، ۲/۳۳۵

۱۵۵۔ ردّ المحتار علی الدُّرِّ المختار، کتاب الحجّ، مطلب: فی المواقیت، تحت قولہ: حَرُم

أنَّ شرائطَ التّمتّعِ أحدَ عشرَ ...... الحادی عشر: أن یکونَ مِن أهل الآفاقِ و العِبرۃُ لِلتوطّنِ (۱۵۶)

یعنی، بے شک شرائطِ تمتُّع کی گیارہ ہیں اُن میں سے گیارھویں شرط حاجی کا اہلِ آفاق سے ہونا ہے اور اعتبار وطن کا ہے۔

اور اسے علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ نے "ردّ المحتار" (۱۵۷) میں اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ نے "بہارِ شریعت" (۱۵۸) میں نقل کیا ہے۔

اور علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی لکھتے ہیں:

و لا یُشترطُ لصحّۃِ التّمتّعِ إحرامُ العمرۃِ مِن المیقاتِ و لا إحرامُ الحجِّ من الحرم، فلو أحرَم داخلَ المیقاتِ، ولو مِن مکّۃ یکون متمتّعاً و علیه دمٌ لترکِ المیقات، ملخصاً (۱۵۹)

یعنی، تمتُّع کے صحیح ہونے کے لئے عمرہ کا احرام میقات سے اور حج کا احرام حرم سے شرط نہیں ہے پس اگر میقات کے اندر سے (عمرہ کا) احرام باندھا اگرچہ مکہ سے تو مُتمتِّع ہو جائے گا اور میقات سے احرام ترک کرنے کی وجہ اُس پر دَم ہوگا۔

اور یہ شخص علی وجہِ المسنون مُتمتِّع قرار پائے گا چنانچہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

یکون متمتّعاً أی: علی وَجهِ المسنُونِ (۱۶۰)

۱۵۶۔ لُباب المناسک مع شرحه للقاری، باب التّمتُّع، ص ۳۰۱

۱۵۷۔ ردُّ المحتار علی الدُّرّ المختار، کتاب الحجّ، باب التّمتُّع، تحت قوله: و شرعاً أن یفعل إلخ، ۳/۶۴۰، ۶۴۱

۱۵۸۔ بہارِ شریعت، حج کا بیان، تمتع کا بیان، تمتع کے شرائط، ۶/۱۳۰

۱۵۹۔ لُباب المناسک مع شرحه للقاری، باب التمتّع، فصل: لا یشترط لصحة إلخ، ص۳۱۶، ۳۱۷

۱۶۰۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب التّمتّع، فصل: لا یشترط لصحة إلخ، ص۳۱۶، ۳۱۷

یعنی، مسنون طور پر متمتع ہو جائے گا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اُس شخص کا حج "تمتُّع" قرار پائے گا اور اُس پر ایک دَم حجِ تمتُّع کا جو کہ دَم شکر ہے اور ایک دم میقات سے بغیر احرام کے گزرنے کا جو کہ دَم جبر ہے لازم ہو گا۔ اور ساتھ توبہ بھی لازم ہو گی کہ اُس نے بلا عذر شرعی میقات سے بغیر احرام کے گزرنے کے گُناہ کا ارتکاب کیا ہے جو کہ گُناہ ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ۲ ذوالحجة ۱۴۳۱ھ، ۸ نوفمبر ۲۰۱۰م 680-F

جدہ سے احرام باندھنے والے آفاقی کا حکم جس نے عمرہ فاسد کر دیا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک شخص پاکستان سے آیا اور میقات پر احرام کی نیّت نہ کی یہاں تک کہ جدہ پہنچ گیا، وہاں اُس نے احرام کی نیّت سے تلبیہ کہی اور مکہ پہنچا اور اُس نے ایسا کام کر لیا کہ جس سے عمرہ فاسد ہو جاتا ہے لیکن اِسی حال میں اُس نے وہ عمرہ مکمل کیا پھر اُن کی مدینہ شریف روانگی تھی وہ چلا گیا وہاں کسی نے بتایا کہ تیرا عمرہ فاسد ہو گیا اور تجھ پر قضا لازم ہے اور میقات سے تو بغیر احرام کے آیا تھا اُس کا دَم بھی لازم ہے اِس طرح اُس نے مدینہ شریف سے قضاء کی نیّت سے احرام باندھا اور مکہ شریف آ کر عمرہ ادا کیا، اب پوچھنا یہ ہے کہ وہ بغیر احرام کے میقات سے گزرا تھا اُس کا دَم اُس پر لازم آئے گا یا نہیں؟

(السائل: محمد ریحان ابوبکر، لبیک حج گروپ)

باسمه تعالى وتقدس الجواب: صورت مسؤلہ میں میقات سے عمرہ کی قضا کی وجہ سے اُس پر سے وہ دَم ساقط ہو گیا جو اُسے میقات سے بغیر احرام کے گزرنے پر لازم آیا تھا، چنانچہ علامہ ابوالحسن علی بن ابی کر مرغینانی حنفی متوفی ۹۵۳ھ لکھتے ہیں:

و مَن جاوزَ الوقتَ فأحرَمَ بعمرةٍ و أفسدَهَا مضى فيها و قضاها

و ليس عليه دمٌ لتركِ الوقتِ (١٦١)

یعنی، جو شخص میقات سے (بغیر احرام کے) گزر گیا پھر اُس نے عمرہ کا احرام باندھا اور اُسے فاسد کر دیا وہ اُس عمرہ کو پورا کرے گا اور اُس کی قضاء کرے گا اور اُس پر میقات سے احرام نہ باندھنے کا دَم نہیں ہے۔

اِس میں دو باتوں کا ذِکر ہے ایک قضا اور دوسرا اسقوطِ دَم، قضاء تو اِس لئے لازم ہوتی ہے کہ اُس نے جب عمرہ کا احرام باندھا تو اُس نے صحیح عمرہ ادا کرنا اپنے اُوپر لازم کر لیا اور وہ اُس نے نہ کیا، باقی رہا بغیر احرام میقات سے گزرنے کے دَم کا ساقط ہونا وہ اِس لئے کہ جب اُس نے قضاءِ عمرہ کا احرام میقات سے باندھا تو میقات کے حق میں اُس سے جو نقص واقع ہوا تھا وہ پورا ہو گیا، چنانچہ امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی حنفی متوفی ٧٨٦ھ لکھتے ہیں:

و أمّا القضاءُ فلأنّه التزَمَ الأداءَ على وجهِ الصِّحةِ، و لم يَفعلْ و أمّا سقوطُ الدَّمِ فلأنّه إذا قَضَاهَا بإحرام مِن الميقاتِ يَنجبرُ به ما نقَصَ من حقِّ الميقاتِ بالمُجاوزةِ مِن غير إحرامٍ فسقطَ عنه الدَّمُ كمَن سَها في صلاتِه ثُمَّ أفسدَها فقضاها سقطَ سجودُ السَّهوِ (١٦٢)

یعنی، مگر قضا وہ اِس لئے کہ اُس نے صحت کے ساتھ عمرہ ادا کرنے کا التزام کیا اور وہ اُس نے (ادا) نہ کیا، مگر سقوطِ دَم وہ اِس لئے کہ جب اُس نے میقات سے احرام باندھ کر عمرہ کی قضا کی تو اُس سے وہ نقصان پورا ہو گیا جو بغیر احرام کے گزرنے کی وجہ سے میقات کے حق میں واقع ہوا تھا پس اُس سے (بغیر احرام کے میقات سے گزرنے کا) دَم ساقط ہو گیا، اُس شخص کی مثل جس نے اپنی نماز میں سہو کیا، پھر نماز کو فاسد کر دیا

---

١٦١ ـ بداية المبتدى، كتاب الحجّ، باب مجاوزة الوقت بغير إحرام، ١ ـ ٢/(٤٣)

١٦٢ ـ العناية على الهداية على هامش الفتح، كتاب الحجّ، باب مجاوزة الوقت بغير إحرامٍ،

پھر اُس کی قضاء کی تو اُس سے (سہو کی وجہ سے لازم آنے والا) سجدۂ سہو ساقط ہو گیا۔

اور علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی سقوطِ دَم کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و لنا أنَّه يَصيرُ قاضياً حقَّ الميقاتِ بالإحرام منهُ فِي القضاءِ (١٦٣)

یعنی، ہماری دلیل یہ ہے کہ وہ میقات سے احرام باندھنے سے میقات کے حق کو ادا کرنے والا ہو گیا۔

اور امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

فيَـنـجبرُ به و هذا لأنَّ النّقصَ حصَلَ بتركِ الإحرامِ من الميقاتِ فيصيرُ قاضياً حقَّهُ بالقَضاء (١٦٤)

یعنی، پس اُس سے نقصان پورا ہو جائے گا اور یہ اِس لئے کہ نقص میقات سے احرام کے ترک کی وجہ سے حاصل ہوا، پس قضاء سے وہ اُس کا حق ادا کرنے والا ہو گیا۔

اِس صورت میں اُسے عمرہ کے افعال پورے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگرچہ وہ اپنے عمرہ کو فاسد کر چکا ہے، اِس کی وجہ بیان کرتے ہوئے امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی حنفی لکھتے ہیں کہ

أمّـا الـمُـضيُ فـلأنَّ الإحـرامَ عقدٌ لازمٌ لا يخرُجُ المرأُ عنه بعد الشُّروعِ فيه إلَّا بأداءِ الأفعالِ (١٦٥)

١٦٣ـ الهداية، كتاب الحجّ، باب مجاوزة الميقات بغير الإحرام، تحت قوله: و ليس عليه دم إلخ، ١ـ٢/٢١١

١٦٤ـ فتح القدير، كتاب الحجّ، باب مجاورة الميقات بغير إحرام، تحت قوله: و لنا أنه يصيرُ إلخ، ٢/٤٣

١٦٥ـ العناية على الهداية، كتاب الحجّ، باب مجاوزة الوقت بغير إحرام، تحت قوله: و مَن جاوزَ الميقات، ٢/٤٢

یعنی، مگر پورا کرنا اِس لئے ہے کہ احرام ایک عقد لازم ہے آدمی اُس میں شروع ہونے کے بعد اُس سے نہیں نکلے گا مگر اُس کے افعال کو ادا کرنے سے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ٤ ذوالحجة ١٤٣١ھ، ١٠ نوفمبر ٢٠١٠م 682-F

آفاقی کا عمرہ کے احرام کے ساتھ جدّہ سے واپس جانا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ہم لوگ تین گروپس ریاض سے حجِ تمتُّع کے ارادے سے نکلے، عمرہ کا احرام باندھا، ایک گروپ مکہ مکرمہ پہنچ گیا اور عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیا، جب کہ دو گروپس کے جدّہ پہنچنے پر معلوم ہوا اُنہیں جو تصریح ملی ہے وہ جعلی ہے، اُنہیں حج کی اجازت نہیں ہے، اِسی خبر پر مکہ مکرمہ پہنچنے والا گروپ وہیں سے اور ہم لوگ جدّہ سے ریاض واپس ہوئے، اور جدّہ سے واپس ہونے والے احرام میں تھے، اُن سب نے احرام کھول دیا اور ریاض پہنچ گئے، ہم میں سے چند نے احرام کھولنے کا بعد مکہ میں دَم کے بکرے ذبح کروائے اب جنہوں نے احرام کھولنے کے بعد دَم کے جانور ذبح کروائے یا نہیں کروائے سب کے لئے کیا حکم ہوگا؟

(السائل: ایک حاجی از ریاض)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں جب یہ لوگ جدہ پہنچ گئے اور وہاں انہیں معلوم ہوا کہ اُن کی تصریح جعلی ہے تو انہیں چاہئے تھا کہ مکہ مکرمہ آتے اور عمرہ ادا کر کے احرام کھولتے اگر چیک پوسٹ پر اُن کو روک دیا جاتا تو اور کوئی راستہ اختیار کر کے مکہ مکرمہ آنے کی کوشش کرتے تو یقیناً پہنچ جاتے کہ کتنے لوگ ہیں کہ جو اِس طرح مکہ مکرمہ آتے ہیں اُن لوگوں نے کوشش ہی نہ کی تو یہ لوگ شرعاً مُحصَر قرار نہیں پائیں گے، چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ١٠١٤ھ لکھتے ہیں:

و لَو أحصَرَ العَدُوُّ طَريقاً أي: إلى مكّة أو عرفة و وجَدَ أي: المُحصَرُ طَريقاً آخر يَنظُرُ فيه إن أضرّ به سُلو كُها لطُولِه أو لِصَعُوبةِ طَريقهِ ضَرراً معتبراً فهو مُحصَرٌ أي: شرعاً و إلّا فلا أي: إن لم يَتضرَّر به فلا يكونُ مُحصَراً في الشّريعة، و إن كان مُحصَراً في اللُّغةِ (١٦٦)

یعنی، اور اگر دشمن نے مکہ مکرمہ یا عرفات کا راستہ روک لیا اور مُحصَر نے دوسرا راستہ پایا تو اُس میں دیکھے اگر اُس پر چلنا راستہ لمبا ہونے یا راستے کے دشوار گزار ہونے کی وجہ سے اُسے ایسا ضرر دے گا جو ضرر شرعاً معتبر ہے تو یہ شخص شرعاً مُحصَر ہو گا اور اگر نہیں یعنی اگر اُسے ضرر نہیں پہنچتا تو یہ شریعت میں مُحصَر نہیں ہے اگرچہ لُغت کے اعتبار سے مُحصَر ہے۔

جب یہ لوگ مُحصَر نہیں محض اپنے اِس گُمان کی وجہ سے رُک گئے کہ انہیں حج کی اجازت نہیں ملے گی حج کی اجازت نہ ملنا الگ چیز ہے عمرہ کی اجازت نہ ملنا الگ ہے، عمرہ سے اِن کو نہیں روکا جاتا کیونکہ اُنہی کے ساتھیوں کا ایک قافلہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا، اور اِن لوگوں نے مکہ داخل ہونے کی کوشش بھی نہ کی، انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہم حج کے ارادے سے آئے ہیں جب حج کرنے کا اجازت نامہ نہیں ملا تو جانا بے کار ہے، ٹھیک ہے یہ لوگ آئے تو حج کرنے کے لئے تھے لیکن احرام کو تو صرف عمرہ کا باندھا تھا عمرہ ادا کر کے اُس احرام کو کھولنے کی توسعی ہوتی، انہوں نے ایسا نہ کیا، اگر یہ اپنی پوری کوشش کرتے پھر مکہ داخل ہونے کی کوئی سبیل بنتی تو چند روز احرام میں رہتے، ایام تشریق گزرنے کے بعد مکہ آ کر عمرہ ادا کر کے کھول دیتے اور یہ چند روز انہیں احرام میں رہنا مشکل ہو جاتا تو جانور یا اُس کی رقم مکہ مکرمہ بھیج دیتے اُن کی طرف سے جب جانور ذبح ہو جاتے تو احرام کھول دیتے اور بعد میں عمرہ کی قضاء کرتے۔

لہٰذا یہ لوگ تا حال احرام میں ہی ہیں انہیں چاہئے فوراً ممنوعاتِ احرام کے ارتکاب سے باز آ جائیں اور اُسی احرام سے آ کر عمرہ ادا کریں اور جن جن ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب

١٦٦۔ لُباب المناسك و شرحه المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب الإحصار، ص ٤٥٣

اُن سے ہوا اُن سب کی طرف سے صرف ایک دَم دیں وہ اِس لئے کہ انہوں نے اپنے فاسد گمان سے یہ سمجھ لیا کہ ہمارا احرام کُھل گیا، اور ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب شروع کر دیا اِس طرح تمام ممنوعات ایک ہی جہت سے واقع ہوئے، چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی (۱۶۷) لکھتے ہیں اور اُن سے علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ (۱۶۸) نقل کرتے ہیں کہ

اعلم أنّه إذا نوَی رَفضَ الإحرام فجعَلَ يَصنعُ ما يَصنَعُ الحلالُ مِن لبسِ الثّيابِ و التّطيُّبِ، والحلقِ و الجِماعِ، و قتلِ الصَّيدِ، فإنّه لا يخرُجُ بذلك مِنَ الإحرام، وعليه أن يَعُودَ كما كان مُحرماً، و يجبُ دمٌ واحدٌ لجميع ما ارتكبَ، و لو فعلَ كُلَّ المحظورات، و إنما يَتعدَّدُ الجزاءُ بتعدُّدِ الجنَاياتِ إذا لم يَنوِ الرَّفضَ، ثُمَّ نيّةُ الرَّفضِ إنّما تُعتبرُ مِمّن زعَمَ أنّه يَخرُجُ منه بهذا القصدِ لجَهلِهِ مسألةَ عدمِ الخُروج

یعنی، جان لیجئے کہ مُحرِم نے جب احرام توڑنے کی نیّت کر لی اور اُن کاموں میں شروع ہو گیا جو غیر مُحرِم کرتا ہے جیسے سلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، حلق کروانا، جماع کرنا اور شکار کو مارنا تو وہ اِس نیت سے احرام سے نہیں نکلے گا اُس پر لازم ہے کہ وہ لوٹ آئے جیسا کہ احرام میں تھا اور اُس نے جن ممنوعات کا ارتکاب کیا سب کا ایک دَم لازم ہے اگرچہ ہر ممنوع کا مُرتکب ہوا، جنایات کے تعدُّد سے جزاء متعدّد تب ہو گی جب اُس نے احرام توڑنے کی نیت نہ کی ہو، پھر احرام

۱۶۷۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الجنايات، فصل: فی إرتكاب المحرم المحظور، ص ۴۵۰ و اللّفظ له

۱۶۸۔ ردُّ المحتار علی الدُّرِّ المختار، كتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قوله: إلّا أن يقصد الرَّفض، ۶۶۵/۳

توڑنے کی نیّت صرف اُس سے معتبر ہوگی جو عدم خُروج کے مسئلہ میں لا علمی کی وجہ سے یہ گُمان رکھتا ہو کہ وہ اِس نیّت سے احرام سے نکل گیا۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ۱۲ ذوالحجۃ ۱۴۳۱ھ، ۱۸ نوفمبر ۲۰۱۰ م 688-F

آفاقی کا حج سے قبل عمرہ ادا کر کے واپس جانا

استفتاء:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ہم لوگ ریاض سے حجِ تمتُّع کے ارادے سے نکلے مکہ مکرمہ پہنچے عمرہ ادا کیا اور احرام کھول دیا، پھر ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے لیڈر نے جو تصریح حاصل کی ہے وہ جعلی ہے اور اس پر ہمیں حج کرنے کی اجازت نہیں ہے، لہٰذا ہم سب کے سب ریاض واپس ہوئے، اب سوال یہ ہے کہ اِس صورت میں ہم پر کچھ لازم تو نہیں آئے گا کہ ہمارا ارادہ حج کرنے کا تھا، حج کا احرام باندھنے سے قبل ہم عمرہ کر کے واپس چلے گئے۔

(السائل: ایک حاجی از ریاض)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں عمرہ ادا کر کے واپسی کی صورت میں کچھ بھی لازم نہ آیا کیونکہ ان لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ عمرہ ادا کر کے کھول دیا گیا اور حج کا احرام ابھی باندھا نہ تھا اور احرام باندھنے سے قبل ''اِحصار'' نہیں ہوتا چنانچہ علامہ ابو منصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

و قبلَ الإحرامِ لا یکونُ مُحصراً (۱۶۹)

یعنی، احرام سے قبل مُحصَر نہیں ہوتا۔

اور پھر عمرہ کے احرام کے ساتھ حرم میں آجانے سے ان پر حج کرنا لازم نہ ہوا، عمرہ کرنے کے بعد یہ لوگ مختار ہیں چاہیں تو حج کریں چاہیں تو واپس چلے جائیں، ہاں وہ لوگ

۱۶۹۔ المسالك في المناسك، فصل: في المحصر، ۹۳۹/۲

جن پر پہلے حج فرض نہ ہوا تھا ایامِ حج میں مکہ مکرمہ آجانے کی وجہ سے اُن پر حج فرض ہوگیا۔

والله تعالی أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ۱۳ ذوالحجة ۱۴۳۱ھ، ۱۹ نوفمبر ۲۰۱۰م 689-F

مُحصَر کا حکم

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص شرعاً مُحصَر ہو جائے اور اُس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو تو وہ کیا کرے اور اگر حج کا احرام باندھا ہو تو پھر کیا کرے؟ تفصیل سے بیان فرمائیں۔

(السائل: ایک حاجی از مکہ مکرمہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: اگر کوئی شخص شرعاً مُحصَر ہو جائے پھر چاہے حج کا احرام باندھا ہو یا عمرہ کا، اُس کے احرام کُھلنے کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ وہ حرم شریف ہدی (یعنی جانور) بھیجے یا اُس کی قیمت جس سے اُس کی طرف سے جانور خریدا جائے اور اُس سے جانور ذبح کرنے کا دن اور وقت طے کرلے جب جانور سرزمینِ حرم پر ذبح ہو جائے اُس کے بعد احرام کھولے اور اگر حج کا احرام تھا تو حج اور عمرہ قضاء کرے اور اگر عمرہ کا احرام تھا تو صرف عمرہ کی قضاء کرے۔

نبی کریم ﷺ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ ۶ھ کو جب عمرہ کا احرام باندھ کر تشریف لائے تو مقام حدیبیہ پر کُفّارِ مکہ کی طرف سے روک دیئے گئے تو آپ ﷺ نے اِسی طرح کیا اور اگلے سال اِس عمرہ کی قضاء فرمائی۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ﴾ (۱۷۰)

ترجمہ: اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو، پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی

بھیجو جو میسر آئے۔ (کنزالایمان)

اِس آیہ کریمہ کے تحت علامہ ابو منصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

اعلم نزلتْ هذهِ الآيةُ فی شأنِ النَّبیّ ﷺ و أصحابِه رضی الله عنهم حینَ خرَجُوا مِنَ المَدینةِ سنةَ ستٍّ، و أحرمُوا بالعُمرةِ مُتوجِّهینَ إلی مکّة حرَّسَها اللّٰه تعالیٰ، و أتوا حتّی نزلُوا بالحُدیبیَّةِ لیدخُلوا مکّةَ، فصدَّتهم قریشٌ عن ذلك و منعتْهم عن الدُّخولِ، حتّی خرجَ إلیهم سهیلُ (أو سهل) بنُ عمروٍ، فصالحُوا علی أن یَرجعَ النبیُّ ﷺ إلی المَدینةِ، و یعودَ من قابلٍ، فأنزل اللّٰه تعالیٰ هذه الآیةَ، فتحلَّلَ النبیُّ ﷺ و أصحابُه رضی الله عنهم، ثُمَّ رجعُوا و أتوا من قابلٍ و قَضَوا عمرتَهم، هذا هو الأصل فی باب الإحصار (۱۷۱)

یعنی، جان لے کہ آیہ کریمہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی، جب ۶ ھجری میں مدینہ منورہ سے نکلے اور انہوں نے مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ ہوتے وقت عمرہ کا احرام باندھا اور آئے یہاں تک کہ حدیبیہ میں اُترے تا کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں، تو قریش نے انہیں اِس سے روک دیا اور مکہ مکرمہ داخل ہونے نہ دیا یہاں تک کہ اُن کی طرف سہیل بن عمرو آیا، پس انہوں نے اِس بات پر مصالحت کی کہ نبی کریم ﷺ مدینہ شریف لوٹ جائیں اور اگلے سال تشریف لائیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احرام کھول دیئے، پھر لوٹ گئے اور آئندہ

۱۷۱۔ المسالك فی المناسك، فصل: فی المُحصَر، ص ۹۴۰

سال آئے اور اپنے عمرے قضاء کئے، یہی بابِ اِحصار میں اصل ہے۔

اِسی پر علماء کرام نے یہ مسئلہ تحریر کیا ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

إذا أُحصِرَ المحرمُ بحجةٍ أو عمرةٍ، و أرادَ التحلُّلَ، و يجبُ عليه أن يبعثَ الهديَ أو يبعثَ ثمنَ الهديِ ليشتريَ به الهديَ، و يأمُرُ أحداً بذلك فيذبحُ عنه فی الحَرمِ، و يجبُ أن يُواعدَهُ يوماً معلُوماً يذبحُ فيه حتّٰی يعلمَ وقتَ إحلالِهِ و إذا ذَبحَ فی الحَرمِ حَلَّ، ملخصاً (١٧٢)

یعنی، جب حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والا محصر ہو جائے اور احرام کھولنے کا ارادہ کرے اور اُس پر واجب ہے کہ ہدی بھیجے یا ہدی کی قیمت بھیجے کہ جس سے ہدی خریدے اور (جسے قیمت بھیجی ہے) اُسے اس کا (یعنی ہدی خریدنے کا) حکم دے، پس وہ اُس کی طرف حرم میں ذبح کرے، اور واجب ہے کہ اُس سے دن (١٧٣) معلوم کا وعدہ کرلے کہ جس دن میں وہ ذبح کرے تا کہ احرام کھولنے کا وقت معلوم ہو اور

١٧٢۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الإحصار، فصل: فی بعث الهدی، ص٤٥٨، ٤٥٩

١٧٣۔ مُحصَر بالحج ہو یا مُحصَر بالعُمرہ دَم کا جانور دس ذوالحجہ کو ذبح کرنا لازم نہیں ہے کسی بھی تاریخ میں ذبح کیا جاسکتا ہے چنانچہ امام حسن بن منصور قاضیخان حنفی متوفی ٥٩٢ھ لکھتے ہیں: و يجوزُ ذَبحَ هَديِ الإحصَارِ قبلَ يومِ النَّحرِ فی العُمرةِ والحَجِّ جميعاً فی قولِ أبی حنيفةَ رحمه الله تعالیٰ (فتاویٰ قاضیخان، کتاب الحجّ، فصل: فی الإحصار، ١/٣٠٦) یعنی، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق حج اور عمرہ دونوں میں یوم نحر سے قبل ہدیٔ اِحصار ذبح کرنا جائز ہے۔ اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک حج میں یوم نحر سے قبل ذبح جائز نہیں۔ (فتاویٰ قاضیخان، کتاب الحجّ، فصل: فی الإحصار، ١/٣٠٦) اِس لئے اختلاف سے نکلنے کے لئے افضل یہ ہے کہ حج میں دس ذوالحجہ سے قبل ذبح نہ کرے اور اگر کرتا ہے تو امام اعظم کے قول کے مطابق درست ہو جائے گا۔

جب جانور حرم میں ذبح ہو جائے تو وہ (مُحصَر) احرام سے فارغ ہو گیا۔

اِحصار جس طرح حج میں ہوتا ہے اِسی طرح عمرہ میں بھی ہو سکتا ہے، لوگوں کا یہ گُمان غلط ہے کہ اِحصار صرف حج میں ہوتا ہے چنانچہ امام حاکم شہید لکھتے ہیں:

و المحصَرُ بالعُمرةِ يواعدُهم يوماً يُذبحُ فيه الهديُ عنه، فإذا ذُبح حلَّ و عليه عمرةٌ مكانها (۱۷٤)

یعنی، مُحصر بالعُمرہ اُن سے اُس دن کا وعدہ لے کہ جس دن میں ہدی (جانور) اُس کی طرف سے ذبح کیا جائے، پس جب ذبح ہو جائے تو احرام کھول دے اور اُس پر اُس کی جگہ عمرہ لازم ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ اِحصار عمرہ میں بھی ہوتا اور فقہاء کرام نے صراحۃً بھی اِس کا ذِکر کیا ہے، چنانچہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ کے حوالے سے علامہ عالم بن العلاء انصاری حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

وفی "الهداية": فالإحصارُ عن العُمرةِ يَتحقّقُ عندنا (۱۷۵)

یعنی، "ھدایہ" (۱۷٦) میں ہے کہ ہمارے نزدیک اِحصار عمرہ سے بھی متحقّق ہوتا ہے۔

اور عمرہ کا احرام باندھنے والا اگر مُحصَر ہو جائے تو اُس کے لئے زوالِ اِحصار تک احرام میں رُکنا جائز ہے جیسا کہ مُحصَر بالحج کے لئے کیونکہ عمرہ فوت نہیں ہوتا اُس کا وقت پورا سال ہے سوائے پانچ ایام کے، چنانچہ علامہ ابو منصور کرمانی لکھتے ہیں:

العُمرةُ لا تفوتُ، فإنَّها جائزة فی جميع السَّنةِ إلَّا خمسةِ أيّامٍ

۱۷٤ـ الكافی للحاكم (فی ضمن كتاب الأصل)، كتاب المناسك، باب المُحصر، ۲/۳۸٦

۱۷۵ـ الفتاوى التاتارخانيّة، كتاب الحجّ، الفصل الحادى عشر: فی الإحصار، ۲/٤۰۱

۱۷٦ـ الهداية، كتاب الحجّ، باب الإحصار، تحت قوله: و على المحصَر بالعمرة القضاء، ۱ـ۲/۲۱٤، و فيه: و الإحصارُ عنها يَتحقّقُ عندنا و قال مالكٌ رحمه الله: لا يتحقّقُ لأنّها لا تَتَوقّتُ، یعنی ہمارے نزدیک اُس سے احصار متحقّق ہوتا ہے اور امام مالک نے فرمایا: متحقّق

فإنّه یکرهُ ذلك (۱۷۷)

یعنی، عمرہ فوت نہیں ہوتا، پس وہ پورے سال جائز ہے سوائے پانچ دنوں کے کہ اُن میں مکروہ (تحریمی) (۱۷۸) ہے۔

اور وہ پانچ دن یوم عرفہ، عید الضحیٰ کا دن، اور عید کے بعد کے تین دن یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ چنانچہ مخدوم محمد ہاشم بن عبد الغفور ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

وقت جوازِ عمرہ در ایام سال است الاّ آنکہ مکروہ است تحریماً انشاءِ احرام عمرہ در ایام خمسہ اعنی روز عرفہ و روزِ عید نحر، و ایام تشریقِ ثلاثہ بعد از عید نحر (۱۷۹)

یعنی، عمرہ کا وقت سال کے تمام دن ہے مگر یہ کہ پانچ ایام میں انشاءِ احرام عمرہ مکروہ تحریمی ہے، پانچ ایام سے میری مراد یوم عرفہ، یوم عید نحر اور عید نحر کے بعد تشریق کے تین دن۔

اور جو مشقت پر صبر کرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ زوالِ اِحصار تک احرام کی پابندی میں رہ سکتا ہے اور جب اِحصار زائل ہو جائے تو عمرہ ادا کر کے احرام کھول دے اِس صورت میں اُس پر جانور ذبح کرنا لازم نہیں آتا چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی اور مُلّا علی قاری لکھتے ہیں:

أمّا إذا صبرَ علی تحمُّلِ مُشقّةِ إحرامِهِ حتّی یرتفِعَ المانعُ فیتحلّلُ بأفعالِ الحجّ و العُمرةِ فلا یجبُ علیه الهدی أی: إذا کان مُحرِماً بهما (۱۸۰)

یعنی، مگر جب احرام کی مُشقت اُٹھانے پر صبر کرے یہاں تک کہ مانع

۱۷۷۔ المسالك فی المناسك، فصل: فی فوات الحج، ۲/۹۳۸

۱۷۸۔ ہم نے مکروہ کو تحریمی کے ساتھ مقید کیا ہے کیونکہ اگلی عبارت میں اس کی تصریح مذکور ہے۔

۱۷۹۔ حیات القلوب فی زیارت المحبوب، باب دو ازدهم: در ذکر أحکام عمره، فصل اول: در بیان فضل عمره ووقت آن، ص ۳۳۱

۱۸۰۔ لُباب المناسك و شرحه المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الإحصار،

اُٹھ جائے، پس افعالِ حج اور عمرہ کے ساتھ احرام سے فارغ ہو تو اُس پر ہدی واجب نہیں ہے یعنی جب اُس نے دونوں کا احرام باندھا ہو۔(١٨١)

اور اگر احرام کی مُشقّت اُٹھانے پر صبر نہ کرے اور احرام کھولنا چاہے تو اُس کے لئے بیان کردہ طریقے کے مطابق احرام کھولنا جائز ہے چنانچہ علامہ ابو منصور کرمانی لکھتے ہیں:

أنَّ المحرمَ بالعُمرةِ إذا أُحصِرَ جاز له التّحلُّلُ كما فی الحجّ (١٨٢)

یعنی، بے شک مُحرِم بالعُمرہ جب مُحصَر ہو جائے تو اُس کے لئے (حرم میں ہدی ذبح کروانے کے بعد) احرام کھولنا جائز ہے جیسا کہ حج میں (جائز ہے)۔

ہم نے اُوپر ذِکر کیا کہ مُحصَر کو احرام کھولنے کے لئے دَم دینا ہو گا جو سرزمین حرم پر ذبح ہو کیونکہ بغیر اِس کے اُس کا احرام نہیں کُھل سکتا چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ١٢٥٢ھ لکھتے ہیں:

فلا يتحلّلُ عندنا إلّا بالدَّمِ، "نهاية"، و لا يَقومُ الصّومُ و الإطعامُ مقامَهُ، "بحر" (١٨٣)

یعنی، ہمارے نزدیک وہ احرام سے فارغ نہ ہو گا مگر دَم دینے سے، "نہایہ" اور روزہ رکھنا اور کھلانا دَم کے قائم مقام نہ ہوں گے۔

"بحر الرائق" (١٨٤)

اِس لئے اگر جانور نہ پائے تو ہمیشہ حالتِ احرام میں ہی رہے گا چنانچہ لکھتے ہیں:

فإن عجزَ عنه و عن الهَديِ يَبقى مُحرِماً أبداً قال فی "الفتح":

---

١٨١ ـ اور اگر صرف حج کا احرام باندھا ہے تو صرف حج کے افعال ادا کر کے فارغ ہو گا اور اگر صرف عمرہ کا احرام باندھا ہو تو عمرہ کے افعال ادا کر کے احرام سے فارغ ہو گا۔

١٨٢ ـ المسالك فی المناسك، فصل: فی المحصر، ٩٤٧/٢

١٨٣ ـ رَدُّ المحتار على الدُّرِّ المختار، كتاب الحجّ، باب الإحصار، تحت قوله: فإن لم يجد، ٦/٤

[illegible] ٩٧/٣

هذا هو المذهبُ المعروفُ (١٨٥)

یعنی، پس اگر ادائیگی اور ہدی سے عاجز ہو جائے تو ہمیشہ مُحرِم باقی رہے گا، "فتح القدیر" (١٨٦) میں فرمایا کہ یہی مذہب معروف ہے۔

دوسری صورت یہی ہے حج کا احرام ہو یا عمرہ کا جب قدرت پائے اور حج کو پہنچ سکتا ہو تو حج کے احرام میں حج ادا کر کے احرام اُتارے ورنہ عمرہ ادا کر کے احرام اُتارے اور عمرہ کے احرام میں عمرہ ادا کر کے چنانچہ امام قاضیخان حسن بن منصور اُوزجندی لکھتے ہیں:

المُحصَر إذا لم يَجِد الهدىَ، فهو مُحرِمٌ إلى أن يَجِدَ أو يَطوفَ و يسعى بين الصَّفا و المروةِ و يَحلقَ (١٨٧)

یعنی، مُحصَر جب ہدی نہ پائے تو وہ مُحرِم ہے یہاں تک کہ ہدی پائے یا طواف اور صفا ومروہ کے مابین سعی کرے اور حلق کروائے۔

اور ہم نے دن کے تعیّن کا ذِکر کیا ہے اِس کا فائدہ یہ ہے کہ اُسے وقتِ تحلّل معلوم ہو جائے جیسا کہ "لُباب" میں گزرا اور وقت کا تعیّن بھی ضروری ہے تا کہ احرام کھولنا ذبح سے قبل واقع نہ ہو جائے چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

لا بدّ أيضاً مِن تعيينِ وقتِهِ من ذلك اليوم إذا أراد التّحلُّلَ فيه لئلّا يقعَ قبل الذَّبحِ (١٨٨)

یعنی، اُس دن وقت مُتعیّن کرنا بھی ضروری ہے جس دن میں احرام کھولنے کا ارادہ رکھتا ہے تا کہ ذبح سے قبل احرام کھولنا واقع نہ ہو جائے۔

---

١٨٥ ۔ ردّ المحتار على الدُّرِّ المختار، كتاب الحجّ، باب الإحصار، تحت قوله: أو يتحلّل بطوافٍ، ٤/٧

١٨٦ ۔ فتح القدير، كتاب الحجّ، باب الإحصار، تحت قوله: و إليه، ٣/٥٣ ۔ أيضاً المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب الإحصار، فصل: فى بعث الهدى، ص ٤٦١

١٨٧ ۔ فتاوىٰ قاضيخان على هامش الهندية، كتاب الحجّ، فصل: فى الإحصار، ١/٣٠٦

١٨٨ ۔ ردُّ المحتار على الدُّرِّ المختار، كتاب الحجّ، باب الإحصار، تحت قول التنوير: عيّن

یاد رہے کہ صرف جانور یا قیمت حرم میں ادا نہ کرنے سے احرام نہ کھولے گا، اِسی طرح جانور کے حرم پہنچ جانے پر بھی احرام نہ کھولے گا چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں:

لا یحلُّ ببعثِ الهَدیِ و لا بوُصُولِه إلی الحَرمِ (۱۸۹)

یعنی، ہدی بھیجنے سے احرام سے فارغ نہ ہوگا اور نہ اُس کے حرم پہنچنے سے۔

اور احرام کھولنے کے لئے حلق ضروری نہیں، کرلے تو اچھا ہے ورنہ ممنوعاتِ احرام میں سے کسی بھی ممنوع کا ارتکاب کافی ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

إذا عَلِمَ أنّه قد ذُبِحَ هدیَه بالحرمِ و أرادَ أن یتحلَّلَ بفِعلِ أدنی ما یَحظرهُ من الإحرامِ لا یجبُ علیه الحَلقُ و إن فعلَه فحسنٌ (۱۹۰)

یعنی، مُحصَر کو جب معلوم ہو جائے کہ اُس کا جانور حرم میں ذبح کر دیا گیا ہے اور وہ اُن افعال میں سے جو احرام میں ممنوع ہیں ادنیٰ فعل کے ساتھ احرام سے فارغ ہونے کا ارادہ کرے، اُس پر حلق (یا تقصیر) واجب نہیں ہے اور اگر (حلق) کرلے تو اچھا ہے۔

اور اگر حرم میں اُس کی طرف سے جانور ذبح ہونے سے قبل ممنوعات احرام کا ارتکاب کیا اور وہ جانتا ہے کہ اِس طرح ممنوعات کا ارتکاب میرے لئے جائز نہیں ہے تو جانور کے ذبح ہونے سے قبل جتنے جرم اُس سے سرزد ہوئے اُتنے کفّارے اُس پر لازم ہوں گے، چنانچہ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

و قولـه: "ثُـمَّ تـحـلَّـلَ": یُفیدُ أنّه لا یتحلَّلُ قبلَه حتّی لو ظنَّ الـمُـحـصَـرُ أنَّ الـهـدیَ قـد ذُبِـحَ فـی یـومِ الـمـواعدِ ففعَلَ مِن الـمَـحظُوراتِ الإحرامِ، ثُمَّ ظهرَ عدمُ الذَّبحِ إذ ذاك کان علیه موجبُ الجِنایةِ، کذا لو ذُبِحَ فی الحِلِّ علی ظنِّ أنه ذُبِحَ فی

۱۸۹۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الإحصار، فصل: فی بعث الهدی، ص ٤٥٨

۱۹۰۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الإحصار، فصل: فی التحلّل، ص ٤٦٤

الحَرَمِ (۱۹۱)

یعنی، مُصنّف کا قول کہ ''پھر احرام کھولے'' اِس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ وہ اِس سے قبل احرام سے نہ نکلے گا یہاں تک کہ اگر محصَر نے گمان کیا کہ اُس کا ہدی وعدے کے روز ذبح کر دیا گیا ہے پس اُس نے محظوراتِ احرام کا ارتکاب کیا، پھر ذبح نہ ہونا ظاہر ہوا تو اُس وقت اُس پر موجب جنایت لازم ہے، اِسی طرح حِل میں ذبح ہو اِس گمان پر کہ حرم میں ذبح ہوا ہے۔

اور علامہ اکمل الدین بابرتی حنفی متوفی ۷۸۶ھ (۱۹۲) اور علامہ جلال الدین خوارزمی کرلانی حنفی (۱۹۳) لکھتے ہیں:

إذا ظنَّ المُحصَر به ذُبِحَ هَديُهُ، ففعَل ما يَفعلُ الحَلالُ، ثُمَّ ظَهرَ أنَّه لم يُذبَح كان عليه مَا على الذي ارتكَبَ مَحظُورات الإحرام لبقاءِ إحرَامِه، كذا ذكرَهُ الإمام قاضيخان رحمه الله

یعنی، جب مُحصَر نے اپنے ہدی کے ذبح ہونے کا گمان کیا پس اُس نے وہ کیا جو غیر مُحرِم کرتا ہے، پھر ظاہر ہوا کہ ذبح نہیں ہوا تو اُس پر احرام کے باقی ہونے کی وجہ سے وہ لازم ہے جو اُس پر لازم آتا ہے جو محظوراتِ احرام کا ارتکاب کرے، اِسی طرح امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ نے ذِکر کیا ہے۔ (۱۹٤)

اور علامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں:

۱۹۱۔ فتح القدير، كتاب الحجّ، باب الإحصار، تحت قوله: وواعد، ۵۳/۳

۱۹۲۔ العِنَاية، على هامش الفتح، كتاب الحجّ، باب الإحصار، تحت قوله: يقال له: ابعث إلخ، ۵۳/۳

۱۹۳۔ الكفاية، على هامش الفتح، كتاب الحجّ، باب الإحصار، تحت قوله: و وَاعَدَ مَن إلخ ۵۳/۳

۱۹٤۔ ''فتاویٰ قاضیخان'' کی فصل: فی الإحصار میں یہ مسئلہ نظر نہیں آیا۔

و لو ظَنَّ أنه ذُبِحَ ظَهرَ خِلافُه فعليه ما ارتكبَ مِنَ المَحظوراتِ الجزاءُ (١٩٥)

یعنی، اگر گمان کیا کہ جانور ذبح ہو گیا ہے ظاہر اُس کا خلاف ہوا تو اُس پر اُن محظوراتِ احرام کی جزاء لازم ہے جن کا اُس نے ارتکاب کیا۔

اور علامہ نظام حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی ایک جماعت نے لکھا:

إن حلّ في يومَ وَعدِهِ على ظَنٍّ أنّه ذُبِحَ هَديُهُ عنه في ذلك اليَومِ، ثم عَلِمَ أنَّه لم يَذبَحهُ، كان مُحرِماً و عليه دمٌ لإحلالِهِ قبلَ وَقتِه (١٩٦)

یعنی، اگر وعدے کے دن اِس گمان پر احرام سے نکل گیا کہ اُس کا جانور اُس کی طرف سے اُس دن ذبح ہو گیا ہے پھر معلوم ہوا کہ ذبح نہیں ہوا تو وہ محرم ہے اور اُس پر وقت سے قبل احرام سے نکلنے کا دَم لازم ہوگا۔

اور علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

فلو ظَنَّ ذَبحَه فَفَعلَ كالحَلالِ فظَهرَ أنّه لم يَذبحْ أو ذَبحَ في حلٍّ لزِمَه جزاءُ ما جَنَى (١٩٧)

یعنی، پس اگر اُس کے ذبح ہونے کا گمان کیا پھر اُس نے غیر مُحرِم کی طرح کام کئے پھر ظاہر ہوا کہ اُس نے ذبح نہیں کیا یا حِلّ میں ذبح کیا ہے تو اُس نے جو جُرم کئے اُن کی جزاء لازم ہے۔

اِس کے تحت علامہ شامی لکھتے ہیں:

أي: يَتعدَّدُ بتَعدُّدِ الجِنَايات، ط (١٩٨)

١٩٥ـ لُباب المناسك مع شرحه، باب الإحصار، فصل: في التّحلّل، ص ٤٦٥

١٩٦ـ الفتاوى الهندية، كتاب المناسك، الباب الثّاني عشر: في الإحصار، ٢٥٥/١

١٩٧ـ الدّر المختار، كتاب الحجّ، باب الإحصار، تحت قوله: بلا حلق و تقصير، ص ١٧٢

١٩٨ـ ردّ المحتار على الدُّرّ المختار، كتاب الحجّ، باب الإحصار، تحت قوله: لزمه جزاء ما جنى، ٨/٤

یعنی، جرائم کے متعدّد ہونے سے جزائیں متعدّد ہوں گی۔

"طحطاوی" (۱۹۹)

علامہ شامی "طحطاوی" کے حوالے سے اِسے ذِکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قلتُ: لم أر مَن صرَّحَ بذلك، نعم هو ظاهرُ كلامهم (۲۰۰)

یعنی، میں کہتا ہوں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اِس کی تصریح کی ہو، ہاں فقہاء کرام کے کلامَ کا ظاہر یہی ہے۔

اب وہ جو ہدی حرم میں ذبح کروائے بغیر احرام کی پابندیاں چھوڑ دے اور یہ جانتا ہو کہ اِس طرح سے میں احرام سے نہیں نکلوں گا وہ حرم میں جانور بھیجے جو اُس کی طرف سے ذبح ہو جب تک اُس کی طرف سے جانور ذبح نہیں ہوتا احرام پر جتنی جنایتیں کرے گا اتنے کفّارے اُس پر لازم ہوں گے جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں ذِکر کردہ عبارات سے ظاہر ہے اور گُناہ الگ ہوگا جس کے لئے اُس پر توبہ لازم ہے۔

اب وہ شخص جو دم دیئے بغیر احرام کی پابندیاں ترک کر دیتا ہے اور اپنی جہالت سے یہ سمجھتا ہے کہ میرا احرام اُتر گیا تو اُس شخص کے لئے عباراتِ فقہاء سے جو ظاہر ہے، وہ یہی ہے کہ اُس شخص پر دَم کے ذبح ہونے سے قبل جتنے جُرم ہوں اتنی جزائیں لازم ہوں، لیکن علامہ شامی کی عبارت سے اِس کی تائید ہوتی ہے کہ تمام جرائم کا ایک ہی کفّارہ کافی ہو اور وہ عبارت یہ ہے:

و لیُنظَر الفرقُ بينه و بين ما مرَّ من أنَّ المُحرِمَ لو نَوى الرَّفضَ ففَعلَ كالحَلالِ على ظَنِّ خُروجه من الإحرامِ بذلك لَزِمَهُ دمٌ واحدٌ لجَميعِ ما ارتكبَ، لاستنادِ الكُلِّ إلى قصدٍ واحدٍ، و

۱۹۹۔ حاشية الطّحاوی علی الدّرّ المختار، كتاب الحجّ، باب الإحصار، تحت قوله: لزمه جزاءُ ما جنی، ۱/۵۴۴

۲۰۰۔ ردّ المحتار علی الدُّرّ المختار، كتاب الحجّ، باب الإحصار، تحت قوله: لزمه جزاء ما جنی، ۴/۸

علَّلُوا ذلك بأنَّ التَّأویلَ الفاسِد مُعتبَرٌ فی دفعِ الضّماناتِ الدُّنیویَّة کالباغی إذا أتلَفَ مالَ العادلِ أو قتلَه، و لا یخفی استنادُ الکُلِّ هنا إلی قصدٍ واحدٍ أیضاً، و کذا قال بعض مُحشِّی الزّیلعیّ: یَنبغِی عدمُ التّعدُّدِ هنا أیضاً (۲۰۱)

یعنی، چاہئے کہ اِس میں اور اُس میں جو گزرا فرق دیکھا جائے کہ مُحرِم اگر احرام کھولنے کی نیّت کرلے پس وہ اُس نے احرام سے نکل جانے کے گُمان میں غیر مُحرِم کی مثل کام کیے تو اُس پر کُل کے ایک قصد کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے جمیع جرائم کے ارتکابات کا ایک دَم لازم ہوگا، اور اِس کی تعلیل یہ کی کہ ضماناتِ دنیویہ کے دفعیہ میں فاسد تاویل معتبر ہے، جیسے باغی جب عادل کا مال تلف کردے یا اُسے تلف کردے اور یہاں (مُحصَر کے مسئلے میں) بھی مخفی نہیں ہے کہ کُل کا استناد ایک قصد کی جانب ہے اور اِسی لئے ''زیلعی'' کے بعض حاشیہ لکھنے والوں نے فرمایا: یہاں بھی (جزاؤں کا) عدم تعدُّد ہونا چاہئے۔ (۲۰۲)

اور اگر حج کا احرام باندھا تھا تو حج اور عمرہ دونوں کی قضاء لازم آئے گی، دونوں کے لُزوم کی وجہ بیان کرتے ہوئے امام حسن بن منصور بن ابی القاسم قاضیخان متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں:

و إن کان مُحرِماً بحجّةٍ فعلَیه حجّةٌ و عمرةٌ، أمّا قضاء الحجّ، فإن کان ذلك حجّة الإسلام فعلیه أداؤُها، و إن کان مُحرِمًا

۲۰۱۔ ردّ المحتار علی الدُّرِّ المختار، کتاب الحجّ، باب الإحصار، تحت قوله: لَزِمَهُ جزاءُ ما جَنَی، ۸/٤

۲۰۲۔ علامہ شامی نے اِس مسئلہ کو باب الجنایات میں اور دو مقامات پر بھی ذِکر کیا ہے، ایک جگہ ''تنویر الأبصار'' کی عبارت فأحرم بالحج رفضة اور ''در مختار'' کی عبارت ''وُجوباً بالحلق'' کے تحت (مطلب: لا یجب الضّمان بکسر آلات اللّهو، ۳/۷۱٤) اور دوسری جگہ ''تنویر الأبصار'' کی عبارت ''و بترك أکثره بقی مُحرِماً حتی یطوفَ'' اور ''در مختار'' کی عبارت ''لأن قصد الرّفض'' کے تحت (۳/۶۶۵)

بحجّةِ التّطوُّعِ علیه قضائُها، لأنّه خرجَ منها بعد صحّةِ الشُّروعِ فیها، و أمّا قضاءُ العُمرةِ، فلأنّه لمّا عَجزَ عن الحجّ بعد الشُّروعِ صَار کفائتِ الحَجّ ، و فائتُ الحجّ تلزَمُه العمرةُ فکان علیه قضاءُ العمرةِ (۲۰۳)

یعنی، اگر حج کا احرام باندھنے والا ہے تو اُس پر حج اور عمرہ لازم ہے، مگر حج کی قضاء پس اگر وہ حجۃ الاسلام ہے تو اُس پر اُس کی ادائیگی لازم ہے اور اگر نفلی حج کا احرام باندھنے والا ہے تو اُس پر اُس کی قضاء لازم ہے کیونکہ وہ اُس سے اُس میں صحتِ شروع کے بعد نکلا ہے، مگر عمرہ کی قضاء وہ اِس لئے کہ جب حج (کے احرام کے ذریعے اس) میں شروع کے بعد حج سے عاجز ہو گیا تو وہ حج فوت کرنے والے کی مثل ہو گیا اور حج فوت کرنے والے پر عمرہ لازم آتا ہے تو اس پر (حج کے ساتھ) عمرہ کی قضاء لازم آ گئی۔

اور اگر صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا تو صرف عمرہ کی قضاء لازم آئے گی چنانچہ امام حسن بن منصور بن اَبی القاسم اُوز جندی لکھتے ہیں:

ثُمَّ إن کان مُحرماً بالعمرةِ علیه قضاءُ العُمرةِ إذا قدرَ (۲۰۴)

یعنی، پھر اگر عمرہ کا احرام باندھا ہے تو اُس پر عمرہ کی قضاء لازم ہے جب (ادائیگی پر) قادر ہو۔

اور علامہ نظام حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماءِ ہند کی ایک جماعت نے لکھا:

فإن کان مُفرداً بالعُمرةِ فعلَیه عُمرةٌ مکانَها (۲۰۵)

یعنی، پس اگر مفرد بالعمرہ ہے تو اس پر عمرہ کی جگہ عمرہ لازم ہے۔

۲۰۳ـ فتاویٰ قاضیخان، علی هامش الهندیة، کتاب الحجّ، فصل: فی الإحصار، ۱/۳۰۵

۲۰۴ـ فتاویٰ قاضیخان علی هامش الهندیة، کتاب الحجّ، فصل: فی الإحصار، ۱/۳۰۵

۲۰۵ـ [illegible]

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ١٦ ذوالحجة ١٤٣١ھ، ٢٢ نوفمبر ٢٠١٠م F-690

جدّہ سے براستہ مکہ طائف جانے والے کے احرام کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ جدّہ سے طائف جانے کے لئے جو راستہ استعمال ہوتا ہے وہ حُدودِ حرم سے ہو کر گزرتا ہے۔ جو شخص اِس راستہ سے طائف جائے تو اُس پر احرام لازم ہوگا یا نہیں؟ جب کہ اُس کا ارادہ طائف جانے کا ہے۔

(السائل: محمد احمد، جمشید روڈ، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: یاد رہے کہ جدّہ میقات کے اندر حِل واقع ہے، اور حِل کا رہنے والا بلا احرام مکہ مکرمہ آسکتا ہے جب کہ وہ حج وعمرہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

وَ لهُم دُخولُ مكّةَ بغيرِ إحرامٍ إذا لم يُريدُوا نُسُكا وإلّا فَيَجِبُ (٢٠٦)

یعنی، اُن (اہلِ حِل) کے لئے بلا احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز ہے جب وہ کسی نُسُک (حج وعمرہ) کا ارادہ نہ رکھتے ہوں، ورنہ واجب ہے۔

اور علامہ نظام حنفی متوفی ١١٦١ھ اور علماء ہند کی ایک جماعت نے لکھا:

و مَن كان داخلَ الميقاتِ كَالبُستاني لَه أَن يدخُلَ مكّةَ لحاجةٍ بلا إحرام إلّا إذا أرادَ النُّسُكَ (٢٠٧)

یعنی، اور جو شخص میقات کے اندر ہے جیسا کہ باغ والا تو اُس کے لئے کسی کام کی غرض سے بلا احرام مکہ میں داخل ہونا جائز ہے مگر جب وہ نُسک (یعنی حج یا عمرہ) کا ارادہ رکھتا ہو (تو احرام لازم ہوگا)۔

٢٠٦_ لُباب المناسك، باب المواقيت، فصل: فی الصِّنف الثّانی، ص ٩٢

٢٠٧_ الفتاوی الهندية، كتاب المناسك، الباب الثّانی: فی المواقيت، ١/٢٢١

اور علامہ قاضی جمال الدین احمد بن محمود غزنوی حلبی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

ومن كان أهلُه داخلَ المواقيت، جازَ له دخولُ مكة بغير إحرام (۲۰۸)

یعنی، جس کا گھر مواقیت کے اندر ہے، اُس کے لئے بلا احرام مکہ داخل ہونا جائز ہے۔

لہٰذا جب جدہ رہنے والے کو حج یا عمرہ کے ارادے کے بغیر بلا احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز ہے تو حدودِ حرم سے گزرنا بطریقِ اَولیٰ جائز ہوگا۔ اِس لئے اِس شخص پر کوئی دم یا صدقہ اور کوئی گُناہ لازم نہیں ہوگا۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأحد، ۲ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ، ۲۲ یولیو ۲۰۱۲م 798-F

جدّہ میں رہنے والے کا حجِ قران

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک شخص جو جدّہ میں نوکری کرتا ہے اُس نے جدّہ سے حجِ قران کا احرام باندھا اور مکہ مکرمہ آیا اور عمرہ ادا کیا اور منیٰ روانہ ہوگیا پھر نو ذوالحجہ کو عرفات میں وُقوف بھی کرلیا، اب سوال یہ ہے کہ اُس کا حج درست ہوگا یا نہیں اور حجِ قران کی قربانی اُس پر لازم ہے یا نہیں؟

(السائل: ایک حاجی، از جدہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اُس کا حج درست ہو جائے گا اور اُس پر دَم جبر لازم ہوگا نہ کہ دَم شکر یعنی دس ذوالحجہ کو حجِ قران وتمتّع میں جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد جو قربانی واجب ہوتی ہے اُسے ''دَم شکر'' کہتے ہیں اور اُس کی قربانی ''دَم جبر'' ہوگی اور اُس نے حجِ قران کا احرام باندھ کر بُرا کیا کیونکہ حج کی تین قسمیں ہیں حجِ قران، حجِ تمتّع اور حجِ افراد، آفاقی تینوں میں سے کسی کا بھی احرام باندھ سکتا ہے اور مکی اور

۲۰۸۔ الحاوی القُدسی، کتاب الحجّ، باب الإحرام، فصل، ۱/۳۲۴

میقاتی اور حل کا رہنے والا صرف حجِ افراد کا باندھے گا، اُن کے حق میں قِران اور تمتّع مشروع نہیں ہیں چنانچہ علامہ علاؤ الدین محمد بن احمد سمرقندی حنفی متوفی ۵۳۹ھ لکھتے ہیں:

المُتعةُ و القِرانُ مَشرُوعَانِ فی حقِّ أهلِ الآفاقِ، فأمّا فی حقِّ حَاضری المَسجِدِ الحَرامِ و هُم أهلُ مكّةَ، و أهلُ دَاخِلِ المَواقِيتِ: فَمَكرُوهٌ (۲۰۹)

یعنی، تمتّع اور قِران اہلِ آفاق کے حق میں مشروع ہیں مگر اہلِ مکہ اور مواقیت کے اندر رہنے والوں کے حق میں مکروہ ہیں۔

اور علامہ حسن بن منصور بن ابی القاسم اُوزجندی حنفی متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں:

و كما لا قِرانَ لأهلِ مكّةَ و مَن كان فی معنَاهُم، لا مُتعةَ لهم (۲۱۰)

یعنی، جیسا کہ اُن کے لئے جو مکہ میں رہتے ہیں اور وہ جو اُن کے معنی میں ہیں (۲۱۱) حجِ قران (مشروع) نہیں ہے (اِسی طرح) اُن کے لئے حجِ تمتّع نہیں ہے۔

اور علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ (۲۱۲) اور اُن سے علامہ نظام حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی ایک جماعت (۲۱۳) نے لکھا کہ:

و ليس لأهل مكّةَ تمتّعٌ و لا قِرانٌ و إنّما لهم الإفرادُ خاصةً،

یعنی، اہلِ مکہ کے لئے نہ تمتّع (مشروع) ہے اور نہ قران اور اُن کے لئے صرف خاص طور پر حجِ افراد (مشروع) ہے۔

۲۰۹۔ تُحفةُ الفُقهاء، كتاب الحجّ، باب الإحرام، و أمّا المتمتّع، ص ۲۰۴

۲۱۰۔ فتاویٰ قاضیخان علی هامش الهندية، كتاب الحجّ، فصل: فی التّمتّع، ۳۰۴/۱

۲۱۱۔ وہ لوگ جو میقات پر یا حرم اور میقات کے مابین رہتے ہیں یا حدودِ حرم میں مکہ سے باہر رہتے ہیں سب کے سب مکی کے معنی میں ہیں۔

۲۱۲۔ بِدايةُ المُبتَدِی، كتاب الحجّ، باب التمتّع، ۱۔۱۹۱/۲

۲۱۳۔ الفتاوى الهندية، كتاب المناسك، الباب التّاسع: فی القران و التّمتّع، ۲۳۹/۱، دار

اور علامہ عالم بن العلاء انصاری حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

وفی "التَّجرِید": و لیس لأهلِ مکَّةَ و لا لأهلِ المواقیتِ تمتّعٌ، و لا قِرانٌ (۲۱٤)

یعنی، اور "تجرید" (۲۱۵) میں ہے کہ اہلِ مکہ کے لئے اور نہ اہلِ مواقیت کے لئے تمتُّع (مشروع) ہے اور نہ قران۔

اور علامہ ابو منصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

و لیس لأهلِ مکَّةَ و مَن هو داخلُ المیقاتِ قرانٌ و لا تمتّعٌ، و إنَّما لهم الإفرادُ فحسبُ (۲۱٦)

یعنی، اہلِ مکہ اور وہ جو میقات کے اندر رہتے ہیں اُن کے لئے نہ قِران (مشروع) ہے اور نہ تمتُّع، اور اُن کے لئے صرف افراد (مشروع) ہے اور بس۔

اور امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی حنفی متوفی ۷۸٦ھ لکھتے ہیں:

اعلم أنَّ أهلَ مکّةَ و مَن کان داخلَ المیقات لا تمتُّعَ لهم و لا قِرانَ عند أبی حنیفةَ و أصحَابِه (۲۱۷)

یعنی، جان لے کہ بے شک اہلِ مکہ اور وہ جو داخلِ میقات ہیں اُن کے لئے نہ تمتُّع (مشروع) ہے اور نہ قران، امام ابو حنیفہ اور اُن کے اصحاب کے نزدیک۔

۲۱٤۔ الفتاویٰ التّاتارخانیّة، کتاب الحجّ، الفصل التّاسع: فی القران، ۱/۳۹۵

۲۱۵۔ التّجرید، کتاب الحجّ، مسألة: ٤۲۷، لیس لأهل مکة و أهل المواقیت تمتّع و لا قِران، ٤/۱۷۳۲

۲۱٦۔ المسالك فی المناسك، فصل: فی القرآن و صفة أدائه، ۱/٦۳٦

۲۱۷۔ العِنَایة علی هامش الفتح، کتاب الحجّ، باب التّمتّع، تحت قوله: لیس لأهل مکّة تمتُّع

اور علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

لا قرانَ لأهلِ مكّةَ و لا لأهلِ المواقيتِ و هُمُ الذين مَنزِلُهم فی نَفسِ الميقاتِ، و لا لأهلِ الحِلِّ و هُمُ الّذين بَينَ المواقيتِ و الحَرَمِ (۲۱۸)

یعنی، اہلِ مکہ کے لئے قِران (مشروع) نہیں ہے اور نہ اہلِ مواقیت کے لئے اور اہلِ مواقیت وہ ہیں کہ جن کے گھر نفسِ میقات میں ہیں اور نہ اہلِ حِل کے لئے قِران (مشروع) ہے اور اہلِ حِل وہ ہیں جو مواقیت اور حرم کے مابین (رہتے) ہیں۔

اور علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماءِ ہند کی جماعت نے لکھا:

و كذلك أهلُ المواقيتِ، و مَن دُونها إلى مكّة فی حكم أهلِ مكّة، كذا فی "السّراج الوهّاج" (۲۱۹)

یعنی، اِسی طرح اہلِ مواقیت ہیں (کہ اُن کے حق میں بھی قران وتمتّع مشروع نہیں) اور وہ جو میقات سے مکہ کی طرف (رہتے) ہیں وہ اہلِ مکہ کے حکم میں ہیں، اِسی طرح "السّراج الوهّاج" (۲۲۰) میں ہے۔

یہ امام اعظم ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب کا مذہب ہے جو حضرت علی، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذہب کے موافق ہے چنانچہ امام اکمل الدین بابرتی لکھتے ہیں:

و إمامُهم فی ذلك عليٌّ، و عبدُ الله بنُ عباسٍ، و عبدُ الله بنُ عمرَ رضی الله عنهم (۲۲۱)

۲۱۸۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب القران، فصل: فی قران المكی، ص ۲۹۶

۲۱۹۔ الفتاوی الهندية، كتاب المناسك، الباب التّاسع: فی القران و التّمتّع، ۲۳۹/۲

۲۲۰۔ اور یہ کتاب مطبوع نہیں ہے اور مخطوط کے دو نسخے ہمارے ہاں موجود ہیں اور دونوں میں کتاب الحج مفقود ہے۔

۲۲۱۔ العِنَاية، علی هامش الفتح، كتاب الحجّ، باب التّمتع، تحت قوله: ليس لأهل مكة تمتّع و لا قِران، ۴۲۸/۲

یعنی، امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب کے اِس مسئلہ میں امام حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اِن کے حق میں قِران اور تمتُّع کی عدم مشروعیت مروی ہے چنانچہ امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

و صحَّ عن عمرَ أنَّه قال: لَيس لأهلِ مكَّةَ تمتّع و لا قِران (۲۲۲)

یعنی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا اہلِ مکہ کے لئے نہ تمتُّع ہے اور نہ قِران۔

اور اگر کوئی مکہ یا میقات یا حِل کا رہنے والا حجِ قِران کا احرام باندھ لے تو اُسے لازم ہے کہ وہ عمرہ چھوڑ دے اور صرف حج کرے اور عمرہ چھوڑنے کا دَم اور عمرہ کی قضا کرے چنانچہ علامہ ابو منصور کرمانی لکھتے ہیں:

و عليه أن يَرفضَ أحدُهما و عليه دمٌ (۲۲۳)

یعنی، اور اُس پر لازم ہے کہ وہ دونوں (حج و عمرہ) میں ایک کو چھوڑ دے اور اُس پر دَم لازم ہے۔

اور علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبد اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

و يَلزَمهُ رَفضُ العُمرةِ، فإذا رفضَها فعليه دمُ الرَّفضِ (۲۲۴)

یعنی، اور اُسے عمرہ کو چھوڑنا لازم ہے، پس جب وہ اُسے چھوڑ دے تو اُس پر عمرہ چھوڑنے کا دَم لازم ہے۔

اور عمرہ چھوڑنے کا حکم اِس لئے ہے کہ عمرہ کے افعال کم ہیں اور اُس کی قضاء جلد ہو جاتی ہے اور پھر اُس کی قضاء کا وقت پورا سال ہے چنانچہ علامہ کرمانی لکھتے ہیں:

فإن قَرنَ بينَهما أُمِرَ برفضِ العُمرةِ على كُلِّ حالٍ و مَضى فِي

۲۲۲ـ فتح القدير، كتاب الحجّ، باب التمتّع، تحت قوله: وليس لأهل مكة إلخ، ۲/۴۲۸

۲۲۳ـ المسالك فى المناسك، فصل: فى القران و صفة أدائه، ۱/۶۳۶

۲۲۴ـ [illegible]

الحجّ، و إنّما ترفضُ العمرةُ لأنّ العمرةَ أقلُّ فِعلاً و أقربُ قضاءً،

و لأنّ العُمرةَ تُقضَی فی جمیعِ السّنةِ (۲۲۵)

یعنی، پس اگر قران کرلے تو اُسے ہر حال میں عمرہ چھوڑنے کا حکم کیا جائے گا اور حج کو پورا کرے گا، عمرہ اِس لئے چھوڑا جائے گا کیونکہ عمرہ فعل کے اعتبار سے اقلّ ہے اور اُس کی قضاء بہت قریب ہے اور اِس لئے کہ عمرہ پورے سال قضاء کیا جاسکتا ہے۔

اور اگر عمرہ نہیں چھوڑتا حج چھوڑ دیتا ہے تو اُس پر دَم کے ساتھ حج و عمرہ دونوں کی قضاء لازم آتی ہے چنانچہ علامہ کرمانی حنفی لکھتے ہیں:

و لَو رَفضَ الحجَّ لزِمَهُ حجٌّ و عمرةٌ (۲۲۶)

یعنی، اور اگر حج چھوڑ دیتا ہے تو اُسے حج اور عمرہ لازم ہے۔

اور اگر وہ دونوں ادا کرلیتا ہے جیسا کہ سوال میں ذِکر کردہ شخص نے کیا تو وہ اسائت کرنے والا ہے اور اُس پر ایک دَم لازم ہے جو کہ دَم جبر ہے، چنانچہ علامہ ابو منصور کرمانی حنفی لکھتے ہیں:

و إن مَضَی علیهما حتی یَقضِیَهما أجزاهُ و علیه دمٌ، للجَمعِ بَین الإحرامَینِ فی وقتٍ غیر مشروعٍ فصار جانیاً بالجَمعِ لما مرّ (۲۲۷)

یعنی، اگر دونوں ادا کرلیتا ہے تو اُسے جائز ہو جائے گا اور اُس پر دو احراموں (یعنی احرام حج و عمرہ) کے مابین غیر مشروع وقت میں جمع کرنے کی وجہ سے دَم لازم ہے، وہ احراموں کے مابین جمع کے سبب جنایت کرنے والا ہوگیا۔

۲۲۵۔ المسالك فی المناسك، فصل: فی حکم المکّی إذا قرن أو تمتّع، ۱/۶۸۲

۲۲۶۔ المسالك فی المناسك، فصل: فی حکم المکی إذا قرن أو تمتع، ۱/۶۸۲

۲۲۷۔ المسالك فی المناسك، فصل: فی حکم المکی إذا قرن أو تمتع، ۱/۶۸۲، ۶۸۳

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

فَمَن قَرَنَ منهم كان مُسيئًا و عليه دم جبرٍ (۲۲۸)

یعنی، پس اُن میں سے (یعنی اہلِ مکہ یا اہلِ حِل یا اہلِ میقات میں سے) کسی نے قران کیا تو وہ اسائت کرنے والا ہے اور اُس پر دَم جبر لازم ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حلق یا تقصیر سے قبل جو قربانی کرے گا وہ دَم شکر نہ ہوگا بلکہ دَم جبر ہوگا چنانچہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

أي: كفّارة لإساءتِه حَتماً، لأنَّ قِرانَه غيرُ مسنونٍ، ليكونَ عليه دَمُ شُكرٍ (۲۲۹)

یعنی، اُس پر اسائت کی وجہ سے وُجوباً کفّارہ لازم ہے، کیونکہ اُس کا قران غیر مسنون ہے کہ اُس پر دَم شکر لازم ہو۔

والله تعالى أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۱۱ ذو الحجة ۱۴۳۱ھ، ۱۸ نوفمبر ۲۰۱۰م 687-F

کیا مدینہ شریف کے رہنے والے حجِ افراد کر سکتے ہیں؟

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ہم مدینہ شریف میں رہتے ہیں اور ہمیں حج کے لئے آنا ہے، ہمارا ارادہ ہے کہ ہم حج افراد کریں اور ہم نے حج کے مہینوں میں کوئی عمرہ نہیں کیا اور ہمارا وطن تو پاکستان ہے ہم مدینہ شریف میں کام کے سلسلے میں مقیم ہیں، کیا ہم حج افراد کا احرام باندھ سکتے ہیں یا نہیں جب کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میقات کے باہر رہنے والے حج افراد نہیں کر سکتے؟

(السائل: سید عبدالرحمٰن از مدینہ منورہ)

۲۲۸۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب القران، فصل: فی قران المکی، ص۲۹٦

۲۲۹۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب القران، فصل: فی قران المکی، ص۲۹٦

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: حجِ افراد آفاقی وغیر آفاقی دونوں کر سکتے ہیں، بعض عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ آفاقی حجِ افراد نہیں کرسکتا غلط ہے، علامہ ابو منصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

ثُمَّ الحجّ المفردُ یتحقّقُ من الآفاقی و غیر الآفاقی (۲۳۰)

یعنی، پھر حجِ مُفرد آفاقی وغیر آفاقی دونوں سے مُتحقّق ہوتا ہے۔

اور مخدوم محمد ہاشم بن عبدالغفور ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

جائز است افراد بحج یا عمرہ درحق مکی وآفاقی واماّ تمتّع وقران پس این ہردو وجہ منہی ست درحق مکی در مذہبِ حنفیہ نہ درحق آفاقی (۲۳۱)

یعنی، حجِ افراد اور عمرہ مُفردہ مکی اور آفاقی دونوں کے حق میں جائز ہے، مگر حجِ تمتّع اور قران پس یہ دونوں حنفی مذہب میں مکی (اور میقاتی) کے حق میں ممنوع ہیں نہ کہ آفاقی کے حق میں۔

علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی ایک جماعت نے لکھا ہے کہ:

القِرانُ فی حقِ الآفاقیِ أفضلُ مِنَ التَّمتّعِ و الإفرادِ و التّمتُّع فی حقّہِ أفضلُ مِنَ الإفرادِ ھذا ھُو المذکورُ فی "ظاھرِ الرِّوایةِ"، ھکذا فی "المحیط" (۲۳۲)

یعنی، آفاقی کے حق میں قران حجِ تمتُّع اور افراد سے افضل ہے اور تمتُّع اُس کے حق میں افراد سے افضل ہے، ''ظاہر الروایۃ'' میں یہی مذکور ہے، اِسی طرح "محیط" (۲۳۳) میں ہے۔

۲۳۰۔ المسالك فی المناسك، فصلٌ بعد فصلٍ: فی صفة الحجِّ المفرد، ۳۷۱/۱

۲۳۱۔ حیات القلوب فی زیارت المحبوب، باب اول: در بیان احرام، فصل سیوم: دربیان انواعِ احرام، ص۶۸

۲۳۲۔ الفتاوی الھندیة، کتاب المناسك، الباب السّابعُ: فی القران التّمتُّع، ۲۳۹/۱

۲۳۳۔ المحیط البرھانی، کتاب المناسك، الفصل التّاسع: فی القارن، ۶۷/۳

اور علامہ عالم بن العلاء انصاری حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

أعلم بأنَّ القِرانَ فی حقِّ الآفاقيِّ أفضلُ من التّمتعِ و الإفرادَ، ...... و التّمتُّعُ فی حقِّ الآفاقيِّ أفضلُ من الإفرادِ، و هذا هو المذكورُ فی "ظاهرِ روايةِ" أصحابِنا. ملخصاً (۲۳۴)

یعنی، جان لے کہ حجِ قِران آفاقی کے حق میں تمتّع اور افراد سے افضل ہے اور تمتّع اُس کے حق میں افراد سے افضل ہے اور ہمارے اصحاب کی ''ظاہر روایت'' سے یہی مذکور ہے۔

اِن عبارات سے معلوم ہوا کہ آفاقی کے حق میں حجِ افراد جائز ہے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأحد، ۸ ذوالحجة ۱۴۳۱ھ، ۱۴ نوفمبر ۲۰۱۰ م 686-F

مدینہ طیّبہ سے حجِ قِران کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک گروپ کے حاجی پاکستان سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے عمرہ ادا کیا کچھ روز مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے کے بعد اُس گروپ کی مدینہ طیبہ روانگی ہوگئی، اب اُن کی مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ واپسی ہے اور حج کے ایام بھی قریب ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ہم حجِ قران کا احرام باندھیں تو انہوں نے ایک مفتی صاحب سے اِس کے بارے میں جب پوچھا تو انہوں نے منع کر دیا کہ حجِ قران کا احرام نہیں باندھ سکتے، اور اِس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: یہ لوگ مدینہ طیبہ سے حجِ قران کا احرام باندھ سکتے ہیں کیونکہ حجِ قِران کی تعریف یہ ہے کہ حاجی میقات سے عمرہ اور حج کا ایک

۲۳۴۔ الفتاوی التّاتارخانیة، کتاب الحجّ، الفصل التّاسع: فی القارن، ۳/۳۹۳

ساتھ احرام باندھے جیسا کہ "مختصر القدوری" (۲۳۵)، "کنزُ الدّقائق" (۲۳۶)، "وقایۃ الرّوایۃ" (۲۳۷)، "مجمعُ البحرَین" (۲۳۸) اور "المختار الفتوی" (۲۳۹) وغیرہا متون میں مذکور ہے۔

اور اِس سے صاف ظاہر ہے کہ حجِ قِران کے لئے میقات سے عمرہ وحج دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھنا شرط ہے، اِس لئے جب یہ لوگ مدینہ طیبہ سے عمرہ وحج کا احرام باندھیں گے تو قارن ہو جائیں گے، ہم نے اِس سے قبل بھی ''فتاویٰ حج وعمرہ'' میں قران کے جواز کا ذِکر کیا ہے اب شمس الائمہ امام ابوبکر محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ کی "مبسوط" کے حوالے سے ذِکر کرتا ہوں چنانچہ لکھتے ہیں کہ

إنْ دخَلَ بعُمرةٍ فاسدةٍ فی أشهُرِ الحجّ فقضاها، ثُمَّ خرَجَ حتّی جَاوزَ المیقاتَ، ثُمَّ قرَنَ عُمرةً و حجّةً کان قارناً، لأنَّ أکثرَ ما فیه أنَّ حالَه کحالِ المکّيِّ متی حَصَل بمکة بالعُمرةِ الفاسدةِ و قد بیّنّا أنَّ المکّيَّ إذا خرَجَ من المیقاتِ ثُمَّ قرَنَ حجّةً و عمرةً کان قارناً، فهذا مثله (۲۴۰)

یعنی، اگر وہ شخص حج کے مہینوں میں عمرہ فاسدہ کے ذریعے داخل ہوا، پھر عمرہ کی قضا کی، پھر وہ نکلا یہاں تک کہ میقات سے تجاوز کر گیا، پھر (میقات سے) عمرہ اور حج کا قِران کیا تو وہ قارن ہے، اِس لئے کہ زیادہ سے زیادہ اُس کا حال مکی کے حال کی طرح ہے جب مکہ میں عمرہ

۲۳۵۔ مختصر القدوری، کتاب الحجّ، باب القران، ص ۷۰

۲۳۶۔ کنز الدّقائق، کتاب الحجّ باب القران، ص ۲۹

۲۳۷۔ وقایة الرّوایة مع شرحه، کتاب الحجّ، باب القران، ۲/ ۵۹۷

۲۳۸۔ مجمع البحرین، کتاب الحج، فصل: فی القران، ص ۲۳۵، ۲۳۶

۲۳۹۔ المختار الفتوی، کتاب الحجّ باب القران، ص ۸۹

۲۴۰۔ المبسوط للسّرخسی، کتاب المناسك، باب الجمع بین الإحرامین، ۲/ ۳/ ۱۷۰

فاسدہ کے ذریعے وارد ہوا، اور بے شک ہم نے بیان کر دیا ہے کہ مکی نے جب میقات سے خُروج کیا پھر حج اور عمرہ کا قِران کیا تو وہ قارن ہے، تو یہ شخص بھی اُس کی مثل ہے۔

شمس الائمہ علیہ الرحمہ کے فرمان کہ ''مکی (حقیقی) جب میقات سے نکلا، پھر اُس نے (میقات سے) حج وعمرہ کا قِران کیا تو وہ قارن ہے اور یہ (آفاقی) شخص (جو مکی کے حکم میں ہے) اس کی مثل ہے'' سے صاف ظاہر ہے حقیقی مکی جب میقات سے حجِ قِران کا احرام باندھ لے تو وہ قارن ہو جاتا ہے تو وہ شخص مکی کے حکم میں ہے وہ بھی میقات سے حجِ قِران کا احرام باندھنے سے قارن ہو جائے گا۔

اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

إلاّ أنّ المكّيّ إذا بِالكُوفةِ، فلما انتهى إلى الميقاتِ قَرَنَ بين الحجّ و العُمرَةِ، فأحرَمَ لهما صحَّ، وَ يلزَمُهُ دمُ القِران، لأنّ صفةَ القَارِنِ أن تكون حجّتُهُ و عُمرتُهُ مُتَقارِنَتَينِ يحرُمُ جَميعاً معًا، قد وُجِدَ هذا فى حقِ المكّيِّ (٢٤١)

یعنی، مگر مکی جب کوفہ میں ہو، پس جب میقات پر پہنچا اور اُس نے حج اور عمرہ میں درمیان قِران کیا، پس اُس نے دونوں کا احرام باندھا تو درست ہوا، اور اُسے دمِ قِران لازم ہوگا، کیونکہ صفتِ قارن یہ ہے کہ اُس کا حج اور عمرہ دونوں مقارن ہوں، دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھے اور یہ صفت مکی کے حق میں پائی گئی۔

اِس عبارت سے بھی صاف ظاہر ہے کہ مکی جب کوفہ گیا اور وہاں سے واپسی پر اُس نے میقات سے حجِ قِران کا احرام باندھا تو اُس پر احرام درست ہو گیا تو وہ شخص جو حکماً مکی ہے وہ جب اِس طرح کرے گا تو اُس کا بھی قِران درست ہو جائے گا کیونکہ جب وہ مکہ میں تھا تو حکماً مکی تھا اور جب مدینہ طیبہ گیا حکماً مدنی ہو گیا اور اُس کے لئے وہ جائز ہے جو وہاں کے رہنے

کے لئے جائز ہے، اُس کے لئے قران جائز تھا تو اِس کے لئے بھی قِران جائز ہے، چنانچہ قاضی حسین بن محمد سعید بن عبدالغنی مکی حنفی متوفی ۱۳۶۶ھ نقل کرتے ہیں کہ

و أما إذا خَرَجَ المكيُّ و من فی معناهُ إلى الآفاق لحاجةٍ، و لو فی الأشهر، فإنّه يصير حكمُه حكمُ أهل الآفاقِ فی الإحرامِ لأنه صار ملحقاً بهم، فلا تكرهُ العمرةُ كما لا يكرهُ له القران (۲۴۲)

یعنی، مگر مکی اور وہ جو مکی کے معنی میں ہے جب کسی کام سے آفاق کی جانب نکلا اگرچہ حج کے مہینوں میں، تو احرام کے بارے میں اُس کا حکم وہی ہو گیا جو اہلِ آفاق کا ہے کیونکہ وہ اُن کے ساتھ ملحق ہو گیا پس اُس کے لئے عمرہ مکروہ نہیں ہے جیسا کہ اُس کے لئے حجِ قِران مکروہ نہیں ہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الجمعة ، ٦ ذوالحجة ١٤٣١ھ، ١٢ نوفمبر ٢٠١٠م 696-F

حاجی مزدلفہ میں نماز مغرب ادا کی نیّت سے پڑھے

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ مزدلفہ کی رات مغرب وعشاء کی نماز میں عشاء کے وقت مُزدلفہ میں ادا کی جاتی ہیں اور اُس وقت تقریباً عشاء کا وقت ہی ہوتا ہے کیونکہ حاجی مغرب کے بعد عرفات سے نکل کر عشاء کے وقت میں ہی مزدلفہ پہنچتا ہے اُس وقت چونکہ مغرب کا وقت نہیں ہوتا تو وہ جو مغرب نماز پڑھتا ہے وہ ادا ہوتی ہے یا قضاء، اور ہم نے ادا کی نیّت کی تھی، بعض لوگ کہتے ہیں کہ مغرب قضاء ہوتی ہے، آپ کی اِس بارے میں کیا رائے ہے؟

(السائل: محمد اعجاز، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: مزدلفہ کی رات حاجی مُزدلفہ میں جو

۲۴۲۔ إرشاد السّاری إلی مناسك الملاّ علی القاری، باب التّمتّع، فصل: فی تمتّع المکیّ، تحت قول اللباب: فمن تمتّع منهم الخ، ص ۳۰۵

مغرب کی نماز پڑھتا ہے وہ ادا ہوتی ہے قضاء نہیں، اِس لئے فقہاء کرام نے تصریح کر دی، نماز پڑھتے وقت ادا کی نیّت کرے گا نہ کہ قضاء کی، چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

و ینوی المَغرِبَ أداءً لا قضاءً (۲۴۳)

یعنی، مغرب نماز میں ادا کی نیّت کرے گا نہ کہ قضاء کی۔

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

نیت کند نماز مغرب را اداء کما صرّح بہ فی ''البحر الزاخر'' وغیرہ نہ قضاء چنانکہ توہم کردہ اند بعضے عوام (۲۴۴)

یعنی، نمازِ مغرب میں ادا کی نیّت کرے جیسا کہ ''البحر الزاخر'' وغیرہ میں اِس کی تصریح کی ہے نہ کہ قضاء کی جیسا کہ بعض لوگوں کا وہم ہے۔

اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

کما صرَّحَ بہ فی "البحرِ الزّاخرِ" وغیرہ خلافاً لما یتوهّمهُ العامّةُ: فإنّه ﷺ قال لمَن قالَ له فی وقتِ المَغربِ "أمَا نُصلّی یا رَسُولَ اللّهِ؟ الصَّلاةُ أمَامَكَ" أی: وقتها وراءَك (۲۴۵)

یعنی، جیسا کہ اِس کی "بحرُ الزّاخِر" وغیرہ میں تصریح کی ہے برخلاف اُس کے کہ جس کا عوام نے وہم کیا، پس حضور ﷺ نے اُسے فرمایا جس سے مغرب کے وقت کے بارے میں عرض کی یا رسول اللہ! کیا ہم نماز نہ پڑھ

۲۴۳۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب أحكام المزدلفة، فصل: فی الجمع بین الصّلاتین بها، ص ۲۳۷

۲۴۴۔ حیات القلوب فی زیارت المحبوب، باب هفتم: در بیان مزدلفه و أحكام آن، فصل دویم: دربیان جمع بین المغرب و العشاء در مزدلفه، ص ۱۹۵

۲۴۵۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب أحكام المزدلفة، فصل: فی الجمع بین الصّلاتین بها، ص ۲۳۷

پس، نماز تیرے آگے ہے، (۲۴۶) یعنی نماز کا وقت تیرے آگے ہے۔

اور اِس کے تحت علامہ حسین بن محمد سعید بن عبد الغنی مکی حنفی متوفی ۱۳۶۶ھ لکھتے ہیں:

أقولُ: و أمّا قولُ صاحبِ البَحرِ الرّائقِ: "و المغرب قضاءً" فقد ردّہ فی "النّھر" حیثُ قال: و یَنوِی فی المَغربِ الأداءَ لا القَضاءَ کما فی "السِّراج" و بہ اندفَعَ ما فی "البَحرِ الرّائق": أنّ المَغرِبَ یَقعُ قَضاءً اہ کذا فی "الحباب" (۲۴۷)

یعنی، میں کہتا ہوں کہ صاحب "بَحرُ الرّائق" کا قول کہ "اور مغرب از روئے قضاء کے" (۲۴۸) (پڑھے) پس تحقیق "نھرُ الفائق" (۲۴۹) میں اِس کا ردّ کیا جب کہ فرمایا مغرب میں ادا کی نیت کرے نہ کہ قضاء کی جیسا کہ "السّراج الوھاج" (۲۵۰) میں ہے اور اِس سے وہ مندفع ہوگیا جو "بحر الرّائق" میں ہے کہ "مغرب قضاء واقع ہوگی" اھ، اِسی طرح "حباب" میں ہے۔

اور امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

۲۴۶۔ "صحیح بخاری" میں حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی، نماز؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: "الصَّلاۃُ أَمامَكَ" نماز تیرے آگے ہے، پھر مزدلفہ تشریف لائے تو کامل وضو فرمایا، پھر نماز کی اقامت ہوئی پس آپ نے نماز پڑھائی ...... پھر اقامت ہوئی، آپ نے نماز پڑھائی اور اُن کے مابین کوئی نماز ادا نہ فرمائی۔ (صحیح البخاری، کتاب الحجّ، باب الجمع بین الصّلاتین بالمزدلفة، برقم: ۱۶۲۷، ۱/۴۱۲، ۴۱۳)

۲۴۷۔ إرشاد السّاری إلی مناسك المُلّا علی القاری، باب أحکام المزدلفة، فصل: فی الجمع بین الصّلاتین بھا، ص ۲۳۷

۲۴۸۔ البحرُ الرّائق، کتاب الحجّ، باب الإحرام، تحت قول الکنز: و صَلّ بالنّاس العشائین، ۲/۵۹۷

۲۴۹۔ النّھرُ الفائق، کتاب الحجّ، باب الإحرام، تحت قول الکنز: بأذان و إقامة، ۲/۸۵

۲۵۰۔ السّراج الوھّاج، صاحبِ "جوھرہ نیرہ" علامہ ابوبکر بن علی بن محمد حدادی زبیدی متوفی ۸۰۰ھ کی کتاب ہے جو کہ "مختصر القدوری" کی شرح ہے۔

و لا یَجوزُ أن یکونَ قضاءً فتعیَّنَ أن یکونَ ذلك وقتُه (۲۵۱)

یعنی، اور جائز نہیں کہ (نمازِ مغرب) قضاء ہو پس وہ اس (نماز) کا وقت ہونا متعیّن ہو گیا۔

والله تعالى أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ۱۹ ذوالحجة ۱۴۳۱ھ، ۲۵ نوفمبر ۲۰۱۰م 693-F

مُزدلفہ میں مغرب وعشاء کے مابین تکبیرِ تشریق

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ حاجی کو مُزدلفہ میں مغرب وعشاء دونوں نمازیں عشاء کے وقت میں ملا کر پڑھنے کا حکم ہے اور یہ حکم ہے کہ مغرب وعشاء کے فرضوں کے درمیان سنّت ونفل وغیرہ نہ پڑھے اور نہ کسی اور کام میں مشغول ہو، اب سوال یہ ہے کہ مغرب کی نماز سے فراغت کے بعد تکبیراتِ تشریق کہے یا نہ کہے حالانکہ تکبیر کہنے میں بہت ہی کم وقت صرف ہوتا ہے۔

(السائل: حافظ بلال قادری، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالى وتقدس الجواب: بعض علماءِ کرام کا اِس بارے میں کہنا ہے کہ فقہاء کرام کی جمع بین الصّلاتین کے بارے میں یہ عبارت کہ ''امام ومقتدی کے لئے مکروہ ہے دونوں نمازوں کی مابین سُنَن ونوافل یا کسی اور کام میں مشغول ہونا'' یہ اپنے عموم کے ساتھ تکبیرِ تشریق کو بھی شامل ہے، اس لئے وہ دونوں کے بعد تکبیراتِ تشریق کہے یعنی دونوں نمازوں کے مابین کسی بھی عمل کے ساتھ فصل نہ کرے اور اُن کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے جو حدیث شریف میں وارد ہے چنانچہ ''صحیح مسلم'' میں عرفات کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ

''ثُمَّ أَذَّنَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى العَصرَ وَ لَم یُصَلِّ

۲۵۱۔ العِنایة علی هامش الفتح، کتاب الحجّ، باب الإحرام، تحت قوله: إشارة إلى أنّ التأخیر واجبٌ ۲/۳۷۹

بَیْنَهُمَا شَیْئًا"

یعنی، پھر اذان ہوئی، پھر اقامت ہوئی تو نماز ظہر پڑھائی، پھر اقامت ہوئی تو نماز عصر پڑھائی اور ان کے مابین کوئی نماز ادا نہ فرمائی۔

اور مزدلفہ کے بارے میں ہے کہ

"حَتَّی أَتَی الْمُزْدَلِفَةَ، فَصَلَّی بِهَا الْمَغْرِبَ وَ الْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَ إِقَامَتَیْنِ، وَ لَمْ یُسَبِّحْ بَیْنَهُمَا شَیْئًا" (۲۵۲)

یعنی، تک کہ مزدلفہ تشریف لائے، پس وہاں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھائیں اور ان کے درمیان کوئی نماز ادا نہ فرمائی۔

اور "مُصَنَّف ابن أبی شیبة" میں ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں:

"صَلَّی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَغْرِبَ وَ الْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَ أَقَامَتَیْنِ، وَ لَمْ یُسَبِّحْ بَیْنَهُمَا" (۲۵۳)

یعنی، رسول اللہ ﷺ نے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں اور اِن کے مابین کوئی نماز ادا نہ فرمائی۔

اور کچھ علماء کرام کے نزدیک اِن نمازوں کے مابین تکبیرات تشریق کہنے میں حرج نہیں کیونکہ حدیث شریف میں تو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دونوں نمازوں کے مابین کوئی نماز نہ پڑھی، اِس سے تکبیر تشریق کا ترک لازم نہیں آتا اور اِس لئے اُن کے نزدیک نماز نہ پڑھنے پر تکبیر نہ کہنے کو قیاس نہیں کیا جائے گا کیونکہ تکبیراتِ تشریق کا وُجوب علیحدہ ہے اور پھر تکبیر کہنے میں جو وقت صرف ہوتا ہے وہ اتنا قلیل ہے جسے دو فرضوں کے مابین فاصل قرار نہیں دیا جائے

۲۵۲۔ صحیح مسلم، کتاب الحجّ، باب حجّة النبیّ ﷺ، برقم: ۲۹۲۲/۱۴۷۔(۱۲۱۸)، ص۵۶۶، ۵۶۷

۲۵۳۔ المصنَّف لابن أبی شیبة، کتاب المناسك، باب من قال: لا یجزئه الأذان بجمع وحده

گا اور تکبیراتِ تشریق کا وُجوب ہم احناف کے نزدیک ثابت ہے اور اُس کے سُقوط کے لئے دلیل کی ضرورت ہے اور سُقوط کی کوئی صریح دلیل نہیں ہے، چنانچہ علامہ حسین بن محمد سعید بن عبدالغنی مکی حنفی متوفی ۱۳۶۶ھ لکھتے ہیں کہ سید محمد امین ابن عابدین نے فرمایا کہ

قلتُ: فیه نظرٌ، فإنَّ الواردَ فی الحدیث "أنّه ﷺ صَلَّی الظُّهرَ ثُمّ أقامَ فَصَلَّی العَصرَ، وَ لَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيئاً"، ففیه التّصریحُ بترکِ الصّلاةِ بینهما، و لا یلزَمُ منه ترکُ التّکبیرِ، و لا یُقاسُ علی الصّلاة لِوُجوبِه دونها، لأنَّ مدّتَه یَسیرةٌ، حتیّ لم یُعَدَّ فاصلاً بین الفریضةِ الآتیةِ، (۲۵۴) و الحاصلُ: أنَّ التکبیرَ بعد ثبوتِ وُجوبه عندنا لا یَسقُطُ هنا إلاّ بدلیلٍ، و ما ذُکِرَ لا یصحُّ (۲۵۵) للدّلالةِ کما علِمتَهُ، هذا مَا ظَهَرَ لی و اللّٰه أعلم۔ اهـ (۲۵۶)

یعنی، (علامہ شامی (۲۵۷) فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اِس میں (یعنی دونوں نمازوں کے مابین تکبیر تشریق نہ کہنے کے قول میں) نظر ہے، پس بے شک وارد حدیث شریف میں تو یہ کہ حضور ﷺ نے (عرفہ کے روز) ظہر کی نماز ادا فرمائی پھر اقامت ہوئی پس عصر کی نماز ادا فرمائی اور اِن دونوں کے مابین کوئی نماز نہ پڑھی، پس اِس میں تو دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھنے کی تصریح ہے جس سے ترکِ تکبیر لازم نہیں آتا اور نماز نہ پڑھنے پر قیاس نہیں کیا جائے گا اِس لئے کہ اِس کا وُجوب علیحدہ ہے، کیونکہ تکبیر کی مدت تھوڑی ہے یہاں تک کہ اِسے دوسرے

۲۵۴۔ و فی "الرّدّ": "الرّاتبة" مکان "الآتیة"

۲۵۵۔ وفی "الرّدّ": "لا یصلحُ" مکان "لا یَصحُّ"

۲۵۶۔ إرشاد السّاری إلی مناسك الملا علی القاری، باب الوقوف بعرفات و أحکامه، فصل: فی الجمع بین الصّلاتین بعرفة، ص ۲۱۵

۲۵۷۔ ردُّ المحتار علی الدُّرِ المختار، کتاب الحجّ، فصل فی الإحرام، مطلب: فی الرّواح إلی

فرض میں فاصل شمار نہیں کیا جاتا، حاصل کلام یہ ہے کہ ہمارے نزدیک تکبیر کے وُجوب کے ثبوت کے بعد سوائے دلیل کے ساقط نہ ہوگا اور (دلیل کے طور) جو ذِکر کیا گیا وہ دلالت کے لئے درست نہیں ہے جیسا کہ تم اِسے جانتے ہو، یہ وہ ہے جو (اِس باب میں) میرے لئے ظاہر ہوا اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

اِس کے بعد علامہ حسین بن محمد سعید مکی حنفی لکھتے ہیں:

و لم یتعقّبه العلّامةُ الرّافعی فی تقریرِہ علیه، فیَظهرُ أنّه موافقهُ، ثُمَّ رأیتُ العلّامه طاهر سنبل قرّرَ أیضاً نحو ما فی "ردّ المحتار" (٢٥٨)

یعنی، اور (علامہ شامی نے جب دونوں نمازوں کے مابین تکبیر تشریق کے عدم سقوط کو ثابت کیا تو) علامہ رافعی نے اپنی تقریر (یعنی تقریرات رافعی) میں اِس پر تعقّب نہ فرمایا تو ظاہر ہوا کہ وہ اِس کے موافق ہیں، پھر علامہ طاہر سنبل نے بھی اِسے ثابت رکھا (یعنی وُجوب کے عدم سقوط کو) مثل اُس کے جو "رد المحتار" (٢٥٩) میں ہے۔

لہٰذا جس پر تکبیراتِ تشریق واجب ہیں اُس پر عرفہ کے روز ظہر وعصر ملا کر پڑھنے کی صورت میں اِن دونوں نمازوں کے مابین اور مُزدلفہ میں مغرب وعشاء ملا کر پڑھتے وقت دونوں کے مابین واجب رہیں گی۔

والله تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ١٨ ذوالحجة ١٤٣١ھ، ٢٤ نوفمبر ٢٠١٠م 692-F

٢٥٨ـ إرشاد السّاری إلی مناسك المُلّا علی القاری، باب الوقوف بعرفات و إحکامه، فصل الجمع بین الصّلاتین بعرفة، ص ٢١٥، ٢١٦

٢٥٩ـ ردّ المحتار علی الدّر المختار، کتاب الحجّ، فصل: فی الإحرام، مطلب: فی الرّواح إلی عرفاتِ، تحت قوله: علی الواجب، تنبیه، ٥٩٣/٣

طوافِ زیارت کی حج میں اہمیت

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ دو میاں بیوی بہت ضعیف اور بیمار ہیں جنہوں نے اب سولہ ذوالحجہ تک طوافِ زیارت نہیں کیا ہے، خود چلنے کی بھی قدرت نہیں رکھتے اور طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے پاکستان واپسی کا پروگرام ہے، اَب اس کی کیا صورت ہوگی؟ اگر طوافِ زیارت نہ کریں اُس کی جگہ کوئی دَم وغیرہ لازم ہو تو وہ دے دیں تو کفایت کرے گا یا نہیں؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: طوافِ زیارت حج کا دوسرا رُکن ہے (۲۶۰) چنانچہ علامہ ابو منصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

و الرُّکن الآخرُ: هو طوافُ الزّیارة (۲۶۱)

یعنی، اور دوسرا رُکن وہ طوافِ زیارت ہے۔

اور علامہ عالم بن العلاء انصاری متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں کہ

فنقولُ: رُکنُ الحجّ: الوُقوفُ بعرفةَ و طوافُ الزّیارةِ (۲۶۲)

یعنی، پس ہم کہتے ہیں کہ حج کے رُکن وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت ہیں۔

قرآن کریم میں ہے:

۲۶۰۔ حج کے کُل تین فرض ہیں ایک احرام، دوسرا وقوفِ عرفہ اور تیسرا طوافِ زیارت چنانچہ علامہ عالم بن العلاء انصاری حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں: و فی "الکافی" فرضُ الحجّ: الإحرامُ و الوقوفُ بعرفة، و طوافُ الزّیارة (الفتاوی التاتارخانیّة، کتاب الحجّ، الفصل الثّانی: فی بیان رُکن الحجّ و کیفیة وجوبه، ۲/۳۳۱) یعنی، "کافی" میں ہے کہ حج کے فرض، احرام، وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت ہیں۔ اور ان میں سے دو رُکن ہیں وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت۔

۲۶۱۔ المسالك فی المناسك، فصل: فی بیان فرائض الحجّ و سُنَنه إلخ، ۱/۳۲۰

۲۶۲۔ الفتاوی التّاتارخانیة، کتاب الحجّ، الفصل الثّانی: فی بیان رُکن الحجّ و کیفیة وجوبه، ۲/۳۳۱

﴿ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَ لْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَ لْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ (٢٦٣)

ترجمہ: پھر اپنا میل کچیل اُتاریں اور اپنی منتیں پوری کریں اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔ (کنز الایمان)

اِس آیہ کریمہ کے تحت علامہ کرمانی لکھتے ہیں:

أمر بالطّواف بعدَ قضاءِ التّفَثِ وهو إزالةُ الدّرنِ، و الطّوافُ الّذی یجبُ بعدَ قضاءِ التّفَثِ عقِیبه فی یوم النَّحر إنّما هُو طوافُ الزّیارةِ لا غیرُ (٢٦٤)

یعنی، اللہ تعالیٰ نے قضاءِ تفث کے بعد طواف کا حکم فرمایا اور قضاء تفث میل زائل کرنا ہے اور طواف جو قضاءِ تفث کے بعد یوم نحر میں واجب ہے وہ صرف طوافِ زیارت ہے نہ اور کوئی (طواف)۔

اور علامہ نظام حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی ایک جماعت نے لکھا کہ:

هذا الطّواف یُسمّی طوافَ الزّیارةِ، و طوافَ الرُّکنِ، و طوافَ یوم النّحر، کذا فی "فتاویٰ قاضیخان" و فی "الحجّة": و یقالُ له: طوافُ الوَاجبِ، کذا فی "التّتارخانیة" (٢٦٥)

یعنی، اِس طواف کا نام طوافِ زیارت، طوافِ رکن، طوافِ یوم نحر رکھا جاتا ہے، اِسی طرح "فتاویٰ قاضیخان" (٢٦٦) میں ہے اور "فتاوی حجّة" میں ہے کہ اسے ''طوافِ واجب'' کیا جاتا ہے، اِسی طرح

٢٦٣۔ الحج: ٢٢/٢٩

٢٦٤۔ المسالك فی المناسك، فصل: فی بیان فرائض الحجّ وسُننه إلخ، ١/٣٢٠

٢٦٥۔ الفتاوی الهندیة، کتاب المناسك، الباب الخامس: فی کیفیة أداء الحج، ١/٢٣٢

٢٦٦۔ فتاوی قاضیخان علی هامش الهندیة، کتاب الحجّ، فصل: فی کیفیة أداء الحجّ، ١/٣٩٦

"فتاویٰ تتارخانیہ" (۲۶۷) میں ہے۔

اور علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

يسمّى طوافَ الإفاضة و طوافَ يوم النُّحر (۲۶۸)

یعنی، اس کا نام ''طوافِ اِفاضہ'' اور ''طوافِ یومِ نحر'' رکھا جاتا ہے۔

اور اِس کی ادائیگی کے بغیر حج مکمل نہ ہوگا چنانچہ علامہ کرمانی لکھتے ہیں:

و أنّه فرضٌ لا يتمُّ الحجُّ بدونه (۲۶۹)

یعنی، اور یہ (طوافِ زیارت حج میں) فرض ہے، حج اِس کے بغیر پورا نہ ہوگا۔

اور کوئی چیز رُکن کا بدل نہیں بن سکتی اور طوافِ زیارت حج میں رُکن ہے چنانچہ علامہ کرمانی حنفی لکھتے ہیں:

و حدُّ الرُّكنِ ما لا يُجزى عنه البدلُ (۲۷۰)

یعنی، رُکن کی تعریف یہ ہے کہ جس سے بدل جائز نہ ہو۔

امام ابوبکر احمد جصّاص رازی حنفی متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں:

فـأمّـا طـوافُ الـزّيـارة فـإنّه لا ينوبُ عنه شيءٌ و يَبقى الحاجُّ

۲۶۷۔ الفتاوی التّاتارخانية، كتاب الحجّ، الفصل الثّالث: فی تعليم أعمال الحجّ، الكلام فی الرّمی فی مواضع، ۳۵۱/۲، و فيه: هذا هو الطّواف المفروض فی الحجّ، و يسمّى "طواف الإفاضة" و "طواف يوم النّحر" و فی "الخانية" و يسمّى "طواف الزّيارة" وفی "الحجّة": و يقال له: "الطواف الواجب" و فی "شرح الطّحاوی": و يسمّى "طواف الرُّكن"، یعنی، یہ طواف حج میں فرض ہے اور اس کا نام ''طواف افاضہ'' اور ''طوافِ یوم نحر'' رکھا جاتا ہے اور "خانیہ" میں ہے اس کا نام ''طوافِ زیارت'' رکھا جاتا ہے اور ''حجت'' میں ہے کہ اسے ''طوافِ واجب'' کہا جاتا ہے اور "شرح الطّحاوی" میں ہے کہ اِس کا نام ''طوافِ رُکن'' رکھا جاتا ہے۔

۲۶۸۔ الهداية، باب الإحرام، تحت قوله: هذا الطّواف هو إلخ، ۱۔۲/۱۸۰

۲۶۹۔ المسالك فی المناسك، فصل: فی بيان أنواع الأطوفة، ۴۲۶/۱

۲۷۰۔ المسالك فی المناسك، فصل: فی بيان فرائض الحجّ و سُنَنه إلخ، ۳۲۰/۱

مُحرماً من النّساءِ حتی یطوفه (۲۷۱)

یعنی، مگر طوافِ زیارت تو کوئی شئی اُس کے قائم مقام نہیں ہوتی، حاجی عورتوں کے حق میں مُحرم رہتا ہے یہاں تک کے طواف کرے۔

اور علامہ عالم بن العلاء انصاری حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

و فی "شرحِ الطّحاوی": ثُمّ الرُّکن لا یجزی عنه البدلُ و لا یتخلّصُ عنه بالدّمِ إلّا بإتیان عَینه، و الواجبُ یجزی عنه البدلُ إذا ترکه (۲۷۲)

یعنی، "شرحُ الطّحاوی" میں ہے کہ پھر رُکن سے کوئی بدل جائز نہیں اور نہ دَم کے ذریعے اُس سے خلاصی حاصل ہوسکتی ہے مگر اُس کے عین کو ادا کرنے سے، اور واجب سے بدل جائز ہوتا ہے جب اُسے ترک کردے۔

یاد رہے کہ حج کے تینوں فرائض کا یہی حکم ہے چنانچہ علامہ کرمانی حنفی لکھتے ہیں:

و الحجُّ لا یتمُّ بدون هذه الثّلاثةِ، و الدّمُ لا یَقومُ مقامَها و لا یُجبرُها (۲۷۳)

یعنی، حج اِن تین (یعنی احرام، وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت) کے بغیر مکمل نہیں ہوتا اور دَم اِن کے قائم مقام نہیں ہوتا اور نہ انہیں پورا کرتا ہے۔

لہٰذا طوافِ زیارت کرنا ہی ہوگا اور اُن پر ایامِ نحر سے تاخیر کی وجہ سے دَم بھی لازم ہوگا کیونکہ طوافِ زیارت کا ایامِ نحر یعنی بارہ ذوالحجہ کے غُروبِ آفتاب تک ادا کرنا واجب ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی واجباتِ حج کے بیان میں لکھتے ہیں:

و طوافَ الزّیارةِ فی أیام النَّحرِ (۲۷۴)

۲۷۱_ أحکام القرآن للرّازی، سورة البقرة، القول فی الطّائفین و العاکفین إلخ، ۱/۱۱۰

۲۷۲_ الفتاوی التّاتارخانیة، کتاب الحجّ، الفصل الثّانی: فی بیان رُکن الحجّ، و کیفیة وجوبه، ۲/۳۳۱

۲۷۳_ المسالك فی المناسك، فصل: فی بیان فرائض الحجّ و سُنَنه إلخ، ۱/۳۲۰

۲۷۴_ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب فرائض الحجّ، فصل: فی واجباته، ص۷۸

یعنی، طوافِ زیارت کا ایام نحر میں ہونا واجب ہے۔

طوافِ زیارت کا ایامِ نحر میں ہونا واجب ہے، اِس کا مطلب ہے کہ اُس کے طواف کے اکثر پھیروں کا ایام نحر میں ادا کرنا واجب ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

و طوافُ الزّیارة أی: أکثرُه فی أیّامِ النّحر أی: علی قول الإمام (۲۷۵)

یعنی، اکثر طوافِ زیارت کا ایام نحر میں ہونا واجب ہے اور یہ امام اعظم کا قول ہے۔

اور اس میں صرف حیض ونفاس والی عورت کو رُخصت ہے اُس کے علاوہ جو بھی اِن ایام سے طوافِ زیارت کو مؤخّر کرے گا اُس پر دَم لازم آئے گا، چنانچہ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

و یَکرهُ تأخیرُه عن هذهِ الأیّام و إن أخرهُ عنها لزِمَه دمٌ عند أبی حنیفة رحمه الله (۲۷۶)

یعنی، طوافِ زیارت کی اِن ایام سے تاخیر مکروہ ہے اور اگر اِن ایام سے مؤخّر کیا تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اُس پر دَم لازم ہوا۔

اِس لئے وہیل چیئر پر بٹھا کر انہیں طواف کروا دیا جائے، کوئی مددگار نہ ملے تو مزدوری پر لوگ مل جاتے ہیں جو معذورں کو طواف وسعی کروا دیتے ہیں، اِس طرح اُن کا یہ فرض ادا ہو جائے گا اور اگر سعی نہ کی وہ بھی کروا دیں کہ حج میں واجب ہے، اور یہ لوگ آفاقی ہیں لہٰذا طوافِ زیارت کے علاوہ ایک اور طواف بھی کروا دیا جائے جو طوافِ وداع ہو جائے گا کہ یہ طواف واجب ہے۔

اگر طوافِ زیارت نہ کیا تو حج مکمل نہ ہو گا لازم رہے گا کہ دوبارہ مکہ معظّمہ آ کر کریں اور جب

۲۷۵۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب فرائض الحج، فصل: فی واجباته، ص۷۸

۲۷۶۔ بدایة المبتدی، کتاب الحجّ، باب الإحرام، ۱۔۲/۱۸۰

تک طواف نہ کیا، عورت حلال نہ ہوگی اور طوافِ وداع نہ کیا اور چلے گئے تو دَم لازم آئے گا، اِسی طرح سعی نہ کی اور چلے گئے تو اُس کا بھی دَم دینا ہوگا اور دَم سرزمین حرم پر ذبح کرنا لازم ہے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الثّلاثاء، ١٧ ذوالحجّة ١٤٣١ھ، ٢٣ نوفمبر ٢٠١٠م 691-F

طوافِ وداع کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ طوافِ وَداع کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ کُتُبِ فقہ کی بعض عبارات سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اُس کا وقت تیسرے روز یعنی بارہ تاریخ کی رمی کے بعد سے شروع ہوتا ہے، اِس لئے کوئی شخص طوافِ زیارت کے بعد بارہ کی رمی سے قبل طواف کرلے اور آخری رمی سے فراغت کے بعد اپنے وطن روانہ ہوجائے تو اُس کا یہ طواف طوافِ وداع سے درست ہوجائے گا یا نہیں؟

(السائل: حافظ محمد رضوان، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: طواف کے لئے ایک وقتِ جواز ہے اور دوسرا وقتِ استحباب، چنانچہ علامہ نظام حنفی متوفی ١١٦١ھ اور ہند کے علماءِ احناف کی ایک جماعت نے لکھا کہ:

و لَه وَقتَانِ: وقتُ الجوازِ و وقتُ الاستِحبَابِ (٢٧٧)

یعنی، اس کے لئے دو وقت ہیں، وقتِ جواز اور وقت استحباب۔

اور وقتِ جواز تو طوافِ زیارت کے بعد ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ٩٩٣ھ لکھتے ہیں:

أوّلُ وقته بعد طوافِ الزّيارةِ (٢٧٨)

٢٧٧۔ الفتاوی الهندية، كتاب المناسك، الباب الخامس: فی كيفية أداء الحجّ، ١/٢٣٤، مطبوعة: دار احياء التراث العربی، بيروت، و ١/٢٩٨، مطبوعة: دار الفكر، بيروت

٢٧٨۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب أنواع الأطوفة، الثّالث: طواف الصّدر، ص ١٥٨

یعنی، اُس کا اول وقت طوافِ زیارت کے بعد ہے۔

اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

أو بعدَ مَا حلَّ النَّفر أی: بعد مَا طَاف للزِّيَارةِ (۲۷۹)

یعنی، یا اُس کے بعد کہ لوٹنا حلال ہو گیا یعنی طوافِ زیارت کر لینے کے بعد۔

اور علامہ نظام (۲۸۰) اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ (۲۸۱) لکھتے ہیں:

فالأوّل: أوّله بعدَ طوافِ الزِّيارةِ إذَا كانَ على عزمِ السَّفرِ

یعنی، پس اول، اُس کا اول وقت طوافِ زیارت کے بعد ہے جب کہ عزم سفر پر ہو۔

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

واول وقت جواز طوافِ وداع بعد طوافِ زیارت ست (۲۸۲)

یعنی، طوافِ وداع کا اول وقتِ جواز طوافِ زیارت کے بعد ہے۔

اور طوافِ وداع کا مستحب وقت وہ ہے جس وقت سفر کرنے کا ارادہ کر لے چنانچہ علامہ نظام حنفی لکھتے ہیں:

و الثّانی: أن يُوقعَهُ عندَ إرادةِ السَّفرِ (۲۸۳)

۲۷۹۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب أنواع الأطوفة، فصل: بعد فصل: فی شرائط صحة الطّواف مع قوله: أو بعد ما إلخ، ص ۱۶۱

۲۸۰۔ الفتاویٰ الهندية، كتاب المناسك، الباب الخامس فی كيفية أداء الحجّ، ۱/ ۲۳۴، مطبوعة: دار احياء التّراث العربی، بيروت، (۱/ ۲۹۸، مطبوعة: دار الفكر، بيروت)

۲۸۱۔ ردُّ المحتار على الدُّرِّ المختار، كتاب الحجّ، مطلب: فی طواف الصّدر، تحت قوله: ثُمّ إذا أراد السّفر، ۳/ ۶۲۱

۲۸۲۔ حيات القلوب فی زيارت المحبوب، باب سیوم: در بیان طواف و انواع آن، فصل اول: در بیان انواع طواف، ص ۱۱۴

۲۸۳۔ الفتاوی الهندية، كتاب المناسك، الباب الخامس: فی كيفية أداء الحجّ، ۱/ ۲۳۴ (۱/ ۲۹۸)

یعنی، طوافِ وداع کا مستحب وقت یہ ہے کہ سفر کے ارادے کے وقت ادا کرے۔

حتی رُوِیَ عن أبی حنیفةَ رحمه الله تعالیٰ: أنّه لَو طافَ ثُمَّ أقامَ إلی العشَاءِ، فأُحبُّ إلیَّ أن یطوفَ طوافاً آخر، لیکونَ تودیعَ البَیتِ آخرَ عَهدِهِ، کذا فی "البَحرِ الرَّائق" (۲۸٤)

یعنی، یہاں تک کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ اُس نے اگر طوافِ (وداع) کر لیا، پھر عشاء تک ٹھہرا تو میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ وہ دوسرا طواف کرے تا کہ بیت اللہ شریف کو وَداع کرنا اُس کا آخری عہد ہو، اِسی طرح "بحر الرائق" (۲۸۵) میں ہے۔

ہاں فقہاء کرام کی بعض عبارات سے یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ طوافِ وداع کا وقت بارہ تاریخ کی رمی کے بعد ہے جیسے علامہ ابومنصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ کی عبارت کہ

لأبی حنیفةَ رحمه الله تعالیٰ "إذا حلَّ النفرُ الأوَّلُ، و هو وقتُ الخُروجِ مِن منًی لترکِ المَبیتِ فیها فقد حلَّ له وقتُ طوافِ الوَداع (۲۸٦)

یعنی، امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک جب نفرِ اول کا وقت آ گیا اور وہ رات گزارنے کو چھوڑنے کے لئے منیٰ سے نکلنے کا وقت ہے تو طوافِ وَداع کا وقت آ گیا۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی کی عبارت:

۲۸٤۔ الفتاویٰ الهندیة، کتاب المناسك، الباب الخامس: فی کیفیة أداء الحجّ، ۱/۲۹۸

۲۸۵۔ البَحر الرّائق، کتاب الحجّ، باب الإحرام، تحت قوله: فطُف للصّدر إلخ، ۲/٦۱٤

۲۸٦۔ المسالك فی المناسك، فصل: فی بیان أنواع الأطوفة، ۱/٤۳۳

أو بعد ما حلَّ النفرُ (۲۸۷)

یعنی، یا بعد اُس کے کہ نفر کا وقت آ گیا۔

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی کی عبارت کہ:

ہمچنیں اگر طواف کرد بعد از ایام تشریقِ طواف مطلق یا طوافِ تطوّع واقع گردد از طوافِ وداع (۲۸۸)

یعنی، اِسی طرح اگر ایام تشریق کے بعد طواف کیا، مطلق طواف یا نفلی طواف تو وہ طوافِ وداع سے واقع ہوگا۔

لیکن اِن عبارات میں طوافِ وداع کے مستحب وقت کو بیان کیا گیا ہے نہ کہ وقت جواز کو، وقت جواز تو طوافِ زیارت کے بعد ہے جیسا کہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی نے "اللباب" میں اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے "حیات القلوب" میں دوسرے مقام پر صراحۃً لکھا ہے کہ وقتِ جواز طوافِ زیارت کے بعد ہے۔

اِسی لئے مُلّا علی قاری حنفی نے لکھا کہ:

و أمّا ما فی "المشکلات" مِن أنَّ وقتَهُ بعدَ الفراغِ من مناسكِ الحجِّ، فمحمولٌ علی وقتِ استحبَابِه (۲۸۹)

یعنی، مگر جو "مشکلات" میں ہے کہ بے شک طوافِ وداع کا وقت مناسکِ حج سے فراغت کے بعد ہے پس وہ طوافِ وداع کے وقتِ استحباب پر محمول ہے۔

۲۸۷۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب أنواع الأطوفة، فصل بعد فصل: فی شرائط صحة الطّواف، ص ۱٦۱

۲۸۸۔ حیات القلوب فی زیارت المحبوب، باب سیوم در بیان طواف و انواع آن، فصل دویم در بیان شرائط صحة طواف، ص ۱۱۷

۲۸۹۔ المسلك المتقسّط فی المنسك المتوسط، باب أنواع الأطوفة، الثّالث: طواف

لہٰذا ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص طوافِ زیارت کے بعد اور طواف کر لے چاہے دس ذوالحجہ کو کرے یا گیارہ یا بارہ کو اور وَداع کی نیّت سے طواف کیے بغیر وطن چلا جائے تو اُس کا یہ واجب ادا ہو جائے گا کیونکہ اُس نے طواف اُس وقت کیا جب طوافِ وداع کرنا جائز تھا اِس لئے یہ طواف طوافِ وداع ہو جائے گا۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ٦ ذوالحجة ١٤٣١ھ، ١٢ نوفمبر ٢٠١٠م 684-F

مآخذ ومراجع

☆ القرآن الكريم

۱۔ أحكام القرآن، للرّازی، للإمام أبی بكر أحمد بن الجصاص (ت ۳۷۰ھ)، دار الفكر، بيروت، الطّبعة الأولی ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۱م۔

۲۔ إرشاد السّاری إلی مناسك الملّا علی القاری ۔ للمكی، حسين بن محمد سعيد بن عبدالغنی الحنفی (ت۱۳۶۶ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولی ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م

۳۔ بداية المبتدی (متن الهداية)، للمرغينانی، برهان الدين أبی الحسن علی بن أبی بكر الحنفی (ت۵۹۳ھ)، دارالأرقم، بيروت۔

۴۔ البحر الرّائق شرح كنز الدّقائق ۔ لابن نجيم، زين الدّين بن إبراهيم بن محمد المصری الحنفی (ت ۹۷۰ھ)، ضبطه الشّيخ زكريا عميرات، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولیٰ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷م۔

۵۔ البحر العميق فی مناسك المعتمر و الحاجّ إلی بيت الله العتيق، لابن الضّياء، محمد بن أحمد المكی الحنفی (ت۸۵۴ھ)، تحقيق عبدالله نذير أحمد عبدالرحمن مزی، مؤسّسة الريان، بيروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۷ھ۔ ۲۰۰۶م

۶۔ بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع ۔ للكاسانی، علاؤ الدين أبی بكر بن مسعود الحنفی (ت۵۸۷ھ) تحقيق و تعليق علی محمد معوض و عادل أحمد، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۷م

۷۔ البناية شرح الهداية، للعينی، الإمام محمود بن محمد بن موسی المعروف بدرالدّين الحنفی (ت۸۵۵ھ)، تحقيق أيمن صالح شعبان، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۰م۔

۸۔ بهار شريعت. للأعظمی، محمد أمجد علی صدرالشريعة الحنفی (ت۱۳۶۷ھ)،

المكتبة المدينة، كراتشی، الطّبعة الأولىٰ ١٤٣٠ھ۔ ٢٠٠٩م۔

٩۔ **التجريد** (الموسوعة الفقهية المقارنة)، للقدوری، الإمام أبی الحسين أحمد بن محمد بن جعفر الحنفی (ت٤٢٨ھ)، تحقيق مركزالدراسات الفقهيّة و الاقتصادية : أ۔د محمد أحمد سراج وأ۔د علی جعمة محمد، مكتبه محمودية، ارگ بازار، قندھار۔

١٠۔ **تحفة الفقهاء**، للسّمرقندی، للإمام علاء الدّين محمد بن أحمد الحنفی (ت ٥٣٩ھ)، دار الفكر، بيروت، الطّبعة ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠٢م۔

١١۔ **تنوير الأبصار** وجامع البحار فی فروع فقه الحنفی (مع شرحه للحصكفی)، للتمرتاشی، العلّامة محمد بن عبدالله بن أحمد الغزّی الحنفی (ت١٠٠٤)، تحقيق عبدالمنعم خليل إبراهيم، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ١٤٢٣ھ۔٢٠٠٢م

١٢۔ **جدّ الممتار علىٰ ردّ المحتار**، للإمام الشّيخ أحمد رضا خان (ت ١٣٤٠ھ)، المكتبة المدينة، كراتشی، الطّبعة الأولىٰ ١٤٧٢ھ۔ ٢٠٠٧م۔

١٣۔ **جمع المناسک و نفع النّاسک المعروف بالمنسک الكبير**، للإمام رحمت الله بن القاضی عبد الله السّندی الحنفی (ت ٩٩٣ھ أو ٩٩٤ھ)، أفغانستان۔

١٤۔ **حاشية ذخيرة العقبی**، للعلامة محمد عالم الحضر كوتی، المطبع الإسلامی الواقع فی بلدة لاهور، الطّبعة ١٣٢٩ھ۔

١٥۔ **حاشية الطّحطاوی على الدّرّ المختار**، للعلامة أحمد بن محمد الحنفی (ت ١٢٣١ه)، دار المعرفة، بيروت، الطّبعة ١٣٩٥ه۔ ١٩٧٥م۔

١٦۔ **حاشية العلّامة ابن حجر الهيتمی** (على شرح الإيضاح فی مناسك الحج)۔ تحقيق عبدالمنعم إبراهيم، مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الطّبعة الثانية ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م۔

۱۷۔ **الحاوی القدسی فی فروع فقه الحنفی**، للغزنوی، للإمام القاضی جمال الدّین أحمد بن محمود الحلبی الحنفی (ت ۵۹۳ھ)، تحقیق : الدّکتور صالح العلی، المکتبة النّوریة الرّضویة، لاهور، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۳۲ھ۔ ۲۰۱۱م۔

۱۸۔ **حیلة القلوب فی زیارة المحبوب**۔ للسّندی، المخدوم محمد هاشم بن عبدالغفور الحارثی السندی الحنفی (ت ۱۱۷۴ھ)، إدارة المعارف، کراتشی ۱۳۹۱ھ

۱۹۔ **حیلة القلوب فی زیارة المحبوب**۔ للسّندی، المخدوم محمد هاشم بن عبدالغفور الحارثی السّندی الحنفی (ت ۱۱۷۴ھ)، مطبع فتح الکریم، بومبائی

۲۰۔ **الدُّرُّ المختار** (شرح تنویر الأبصار)۔ للحصکفی، علاؤ الدین محمد بن علی الحصنی الحنفی (ت ۱۰۸۸ھ) تحقیق عبدالمنعم خلیل إبراهیم، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولی ۱۴۲۳ھ۔ ۲۰۰۲م

۲۱۔ **ذخیرة العقبی**، للعلامة المحقّق یوسف بن جنید الملقّب بأخی جلبی الرّومی الحنفی (ت ۹۵۰)، المطبع الإسلامی الواقع فی بلدة لاهور، الطّبعة ۱۳۲۹ھ۔

۲۲۔ **ردّ المحتار علی الدُّرّ المختار**. للشّامی، محمد أمین بن عمر ابن العابدین الحنفی، تحقیق عبدالمجید طعمه الحلبی (ت ۱۲۵۲ھ)، دار المعرفة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۰م

۲۳۔ **السّنن الکبری**، للإمام أبی بکر أحمد بن حسین بن علی البیهقی (ت ۴۵۸)، تحقیق محمد عبد القادر عطا، الطّبعة ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م۔

۲۴۔ **شرح مختصر الطّحاوی**، للإمام أبی بکر الجصّاص الرّازی الحنفی (ت ۳۷۰ھ) تحقیق عصمة الله عنایة الله محمد، دار البشائر الإسلامیة، بیروت، الطّبعة الثّانیة، ۱۴۳۱ھ۔ ۲۰۱۰م۔

۲۵۔ **شرح معانی الآثار**، للإمام أبی جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطّحاوی الحنفی (ت ۳۲۱ھ)، تحقیق محمد زهری النّجّار و محمد سیّد جاد الحقّ، عالم الکتب، بیروت، الطّبعة الأولی ۱۴۱۴ھ۔ ۱۹۹۴م

۲۶۔ **شرح الوقاية مع عمدة الرّعاية**، للمحبوبی، لصدر الشّريعة الأصغر عبيد الله بن مسعود (ت ٧٥٠ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ۲۰۰۹م۔

۲۷۔ **صحيح البخاری.** للإمام محمد بن إسماعيل الجُعفی (ت٢٥٦ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولی ١٤١٩ھ۔ ١٩٩٨م

۲۸۔ **صحيح مسلم.** للإمام مسلم بن الحجاج القشيری النيسابوری (ت٢٦١ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولی ١٤٢١ھ۔ ۲۰۰۱م

۲۹۔ **عمدة الرّعاية**، للعلامة أبی الحسنات عبد الحی اللّكهنوی الحنفی (ت ١٣٠٤ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولی ۲۰۰۹م۔

۳۰۔ **العناية** وهو شرح علی الهداية، للبابرتی، الإمام أكمل الدّين محمد بن محمد بن محمود الحنفی (ت٧٨٦ھ)، اعتنی به أبو محروس عمروبن محروس، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولیٰ١٤٢٨ھ۔۲۰۰۷م۔

۳۱۔ **غُنية ذوی الأحكام فی بغية دُرَر الحكّام**، للشّرنبلالی، للعلامة أبی الإخلاص حسن بن عمّار الحنفی (ت ١٠٦٩ھ)، مطبعة أحمد كامل الكائنة فی دار السّعادة، طبع فی سنة ١٣٢٩ھ۔

۳۲۔ **الفتاوی التّاتارخانية**، للعلامة عالم بن علاء الأنصاری الأندرپتی الدّهلوی الحنفی(ت ٧٨٦ھ)، تحقيق القاضی سجاد حسين، دار احياء التّراث العربی، بيروت، الطّبعة الأولی ١٤٢٥ھ۔ ٢٠٠٤م۔

۳۳۔ **الفتاویٰ السّراجيّة.** للأوسی، سراج الدّين علی بن عثمان الحنفی (ت٥٦٩ھ)، مير محمد كتب خانه، كراتشی۔

۳۴۔ **الفتاوی الظّهيريّة**، للإمام ظهير الدّين أبی بكر محمد بن أحمد البخاری الحنفی (ت٦١٩ھ)، مخطوط مصوّر، المخزون فی دارِ الكتب لجمعيّة إشاعة

أهل السنّة، میتهادر، کراتشی.

۳۵۔ **فتاوی قاضیخان (علی هامش الهندیة)**، للأوزجندی، للإمام حسن بن منصور الحنفی (ت ۵۹۲ھ)، دار المعرفة، بیروت، الطّبعة الثالثة ۱۳۹۳ھ۔ ۱۹۷۳م

۳۶۔ **فتاوی قاضیخان**، للأوزجندی، للإمام حسن بن منصور الحنفی (ت ۵۹۲ھ)، دار الفکر، بیروت، الطّبعة الأولی ۱۴۲۹ھ۔ ۲۰۰۰م۔

۳۷۔ **الفتاویٰ الهندیة**. المسمّاة الفتاوی العالمکیریة، للشّیخ نظام (ت ۱۱۶۱ھ)، وجماعة من علماء الهند، دار المعرفة، بیروت، الطّبعة الثالثة ۱۳۹۳ھ۔ ۱۹۷۳م

۳۸۔ **فتح القدیر**. لابن الهمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد الحنفی (ت ۸۶۱ھ)، داراحیاء التّراث العربی، بیروت۔

۳۹۔ **الکافی**، للحاکم الشهید (فی ضمن کتاب الأصل المسمّی بالمبسوط) الإمام أبی الفضل محمد بن محمد بن أحمد المروزی الحنفی (ت ۔۔۳ھ)، تصحیح وتعلیق أبی الوفاء الأفغانی، عالم الکتب، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۰ھ۔ ۱۹۹۰م۔

۴۰۔ **الکفایة شرح الهدایة (معه فتح القدیر)**، للإمام جلال الدّین الکرلانی الحنفی (ت ۶۷۶)، دار إحیاء التّراث العربی، بیروت۔

۴۱۔ **المختار الفتوی**، للموصلی، الإمام مجدالدّین عبدالله بن محمود الحنفی (ت۶۸۳ھ)، تحقیق مرکز البحوث والدّراسات، مکتبة نزارمصطفیٰ الباز، مکة المکرمة، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۷م۔

۴۲۔ **مختصر اختلاف العلماء**، صنّفه الإمام أبو جعفر أحمد بن محمد الطّحاوی الحنفی (ت ۳۲۱)، واختصره الإمام أبو بکر أحمد بن علی الجصّاص الرّازی الحنفی (ت ۳۷۰ھ)، تحقیق د۔ عبد الله نذیر أحمد، دار البشائر الاسلامیة،

بیروت، الطّبعة الثّانية، ١٤٧١ھ- ١٩٩٦م-

۴۳- **مختصر القدوری فی فقه الحنفی**، للإمام أبی الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادی الحنفی (ت٤٢٨ھ)، تحقیق الشّیخ محمد محمد کامل عویضة، دارُالکتب العلمیّة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ١٤١٨ھ-١٩٩٧م-

۴۴- **مختلف الرّواية**، لأبی اللّیث، الإمام نصر بن محمد السّمرقندی الحنفی (ت ٣٧٣ھ)، تحقیق د- عبد الرحمن بن مبارك الفرج، مكتبة الرّشد، الرّياض، الطّبعة الأولیٰ ١٤٦٢ھ- ٢٠٠٥م-

۴۵- **المسالک فی المناسک.** للكرمانی، أبی منصور محمد بن مکرّم بن شعبان الحنفی (ت٥٩٧ھ)، تحقیق الدکتور سعود بن إبراهيم، دار البشائر الإسلامية، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٤ھ- ٢٠٠٣م

۴۶- **المسلک المتقسّط** فی المنسك المتوسّط- للقاری، نور الدین علی بن محمد سلطان الهروی الحنفی (ت١٠١٤ھ)، دار الکتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٩ھ- ١٩٩٨م

۴۷- **المصنَّف لابن أبی شيبة**، الإمام أبی بكر عبدالله بن محمد العبسی الکوفی (ت٢٣٥ھ)، تحقیق محمد عوّامة، دارقرطبة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ١٤٢٧ھ-٢٠٠٦م-

۴۸- **المعجم الكبير**، للطبرانی، أبی القاسم سليمان بن أحمد (ت٣٦٠ھ)، دارإحياء التّراث العربی، بیروت، الطّبعة الثّانيّة١٤٢٢ھ-٢٠٠٢م-

۴۹- **معرفة السُّنَن والآثار**، للبيهقی، الإمام أبی بكر أحمد بن الحسين الشّافعی (ت٣٥٨ھ)، تحقیق سیّد کسروی حَسَن، دارُالکتب العلمية، بیروت، الطّبعة الأولیٰ١٤٢٢ھ-٢٠٠١م-

۵۰- **منحة الخالق علیٰ البحر الرّائق شرح كنز الدّقائق**، للإمام محمد أمين عابدين الدّمشقی الحنفی (ت ١٢٥٢ھ)، تخريج الشّیخ زکریّا عميرات، دار

الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷م-

۵۱- **النّهر الفائق شرح کنز الدّکائق**، للإمام سراج الدّین عمر بن ابراهیم ابن نجیم المصری الحنفی (ت ۱۰۰۵ھ)، حققّه و علّق علیه أحمد عزّو عنایة، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۲ھ- ۲۰۰۲م-

۵۲- **وقایة الروایة**، (**و شرح الوقایة مع عمدة الرّعایة**) للمحبوبی، للإمام تاج الشّریعة محمود بن صدر الشریعة الحنفی (ت)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۲۰۰۹م-

۵۳- **هدایة السّالک** إلی المذاهب الأربعة فی المناسک، للإمام عزّ الدّین بن جماعة الکنانی (ت ۷۶۷ھ)، تحقیق الدّکتور نور الدّین عتر، دار البشائر الإسلامیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۴ھ- ۱۹۹۴م-

۵۴- **الهدایة** شرح بدایة المبتدی للمرغینانی - برهان الدین أبی الحسن علی بن أبی بکر الحنفی (ت۵۹۳ھ)، دار الأرقم، بیروت،

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ہدیۃً شائع شُدہ کُتُب

عصمت نبوی ﷺ کا بیان، تنویر البرہان، فلسفہ اذان قبر،

غیر اسلامی رسومات کے خلاف اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے سو (100) فتاوی

کیا اولیاء اللہ اور بت ایک ہیں؟ بلائے نجدیہ، ستر استغفارات،

جماعت اسلامی پر ایک تنقیدی جائزہ، شہادت کی فضیلت،

شوال کے چھ روزوں کی شرعی حیثیت، الأربعین،

سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

پسندیدہ تحفہ (فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت)

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدّ ظلہ

کی تالیفات میں سے

عورتوں کے ایّام خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم،

حج اکبر کی حقیقت، دعاء بعد نمازِ جنازہ

تخلیقِ پاکستان میں علماءِ اہلسنّت کا کردار،

مندرجہ ذیل کُتب خانوں پر دستیاب ہیں

☆ مکتبہ برکات المدینہ، بہار شریعت مسجد، بہادر آباد، کراچی

☆ ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی

☆ مکتبہ غوثیہ ہول سیل، پرانی سبزی منڈی، نزد عسکری پارک، کراچی

☆ مکتبہ انوار القرآن، میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی

☆ نوری کتب خانہ، سکھر

☆ مکتبہ محمدیہ، بنوری ٹاؤن، گرومندر، کراچی

کراچی سے باہر دیگر شہروں کے کُتب خانوں کے مالکان رابطہ کریں تاکہ اُن شہروں کے قارئین کے لئے ان کتب کا حصول آسان ہو سکے۔

رابطے کے لئے: 021-32439799، 0321-3885445

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت صبح و رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرنگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کرکے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے زیرِ اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نماز عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے، جس میں مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان
کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے، جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

روحانی پروگرام

تسکینِ روح اور تقویت ایمان کے لئے شرکت کریں
ہر شبِ جمعہ نمازِ تہجد اور ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا